ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرة

یہ ایک رسالہ ہے

جسکو بفرمایش بعض احباب۔ فصیح اللسان جناب مولوی حاجی ناظم حسین صاحب علوی کاکوری
سررشتہ دار صوبہ داری ورنگل متعلقہ ریاست حیدرآباد دکن نے تحریر کیا ہے

۱۳۰۸ف سنہ ف ال ۱۳۱۶م نصف
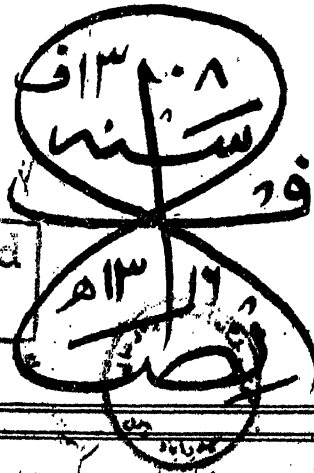
سے ناظرین ملاحظہ فرمائیں اور مولف کو دعائے خیر سے یاد

مطبع نامی فخر نظامی واقع
حیدرآباد دکن میں بحسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کے لایق وہ ذات پاک واحد واجب الوجود ہے جسنے صرف بغرض معرفت ذات
خود تمام عالم کو خلعت وجود عنایت فرمایا۔ جس سے نہ صرف وجود عالم معدوم کا
ظاہر ہوا بلکہ بحکم كُلُّ شَيْءٍ يُعْرَفُ بِأَضْدَادِهَا۔ خود عدم موجود بلفظ
عدم موسوم ہوا۔ سبحان اللہ کیا وسیع دائرہ ہے ذات وجود مطلق کا جو مبرا
ہے جہات ستہ اور تحدی سے جسنے اس دائرہ کو زیر نگاہ رکھا ہے وہ بے اختیار
کہہ اٹھا ہے باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست۔ اور حق تو یہ ہے کہ دوئی یعنے دوسرے
وجود کا بھی وجود ماننا منافی اطلاق وجود مطلق کا ہے کیونکہ وجود وجود ثانیہ کا مستلزم
تفرق و تقید جہت و تحدی ہے اور ذات الٰہی متکلمین اور صوفیہ دونوں حضرات
رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک ان عیوب سے بری مسلم ہو چکی ہے۔
پس اہل انصاف خود توحید اور عین اور غیر کی معرفت اس مقام سے فرما سکتے ہیں۔

مفترق شد آفتاب جانہا + اندرون روزن ابدانہا + چون نظر بر قرص داری خود یکیست
آنکہ شد محبوس ابدان در شکیست + اور سزاوار اکمل نعت و افضل صلوات وہ حبیب اللہ ہے
جو مظہر اتم جمیع صفاتی اسما حسنے کا ہے۔ حتیٰ کہ اسم ذات کا بھی جسکی خلقت
بمقتضائے اولین حرکت حبی ہوئی جو تعین اول سے موسوم ہوئی۔ اور دوسرے
لفظون مین نور محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم - اور بعد ظہور رحمۃ للعالمین و بالمومنین
رؤف رحیم وغیرہ کا خطاب عنایت ہوا۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۞ اَمَّا بَعْدُ۔
یہ چند سطور جو اس عاجز نے بپاس خاطر چند احباب مکرم و معظم عرض کیے ہین
اس سے نہ یہ غرض ہے کہ ناموری ہو۔ نہ یہ مطلب کہ مین مناظرے کے
اکھاڑے مین خم ٹھوک کر اُترون حقیقت مین کچھ تو بے بضاعتی مانع ہے
اور زیادہ تر کراہت اسوجہ سے ہے کہ بزرگان دین کا قول ہر وقت پیش نظر ہے
؎ فوج لشکرہا ے احوالت ہمین + ہر یکے با دیگرے در جنگ و کین
در نگر در خویش این جنگ گران + پس چہ مشغولی بجنگ دیگران + اور پھر ارشاد ہوتا ہے۔
بر زمین دیگران خانہ مکن + کار خود کن کار بیگانہ مکن + اور اصل یہہ ہے
درد مندان را نباشد فکر غیر + خواہ در مسجد برو خواہی بدیر + سچ ہے

جو شخص اپنے حال مین مبتلا ہے اُسکو اتنی فرصت کہان بہہ تو اُنکا کام ہے جو فکر دنیا سے
مستغنی ہو رہے ہین - اور فکر آخرت کیا بلکہ آخرت ہی کو کوئی چیز نہین سمجھتے - یا انبیائ
علیہم السلام کا کام ہے جنکو مژدہ مغفرت ذنوب گذشتہ وآئندہ کا دیدیا گیا ہے یا جو
نائبین نبی ہین - المختصر نہ مین اسکا اہل ہون اور نہ ہو سکتا ہون - لیکن بخیال آزردن
دوستان جہل است - وگفتارہ یمین سہل ست - مین یہ سطور لکھ رہا ہون واللہ ولی
التوفیق - اسکو کوئی صاحب مناظرہ نہ سمجھین اور نہ کوئی حضرت اپنے کسی رسالہ وغیرہ
کا جواب - اگر کسی کے کسی خیال کا رد اس مین نکل آئے تو ماقال کو دیکھے من قال
سے قطع نظر فرمائے اور تعصب کو دور فرماکر چشم انصاف سے ملاحظہ کرے -
یہ تو امید نہین ہے کہ جنکے دلون پر اور کانون اور آنکھون پر مُہر آلہی لگی ہوئی ہے
اور کلام آلہی اور احادیث نبوی مین بالمعنی تحریف کے ارتکاب پر دلیری سے اصرار
کر رہے ہین وہ کچھ اس سے متاثر ہونگے - بلکہ غرض اس سے یہہ ہے کہ شاید
بعض سیدھے سادے اَن پڑھ مسلمان حقوق نسوان وغیرہ رسایل کو دیکھکر
(جو بالفعل جدید تعلیم کے اُس اثر سے جسکی پیشین گوئی پہلے سے بعض عقلاے
اہل اسلام فرما چکے تھے شایع ہو رہے ہین) ڈگمگا نجائین اور سمجھ لین کہ
وہ محض ابلہ فریبی اور خدع ہے - خصوصًا شرفا کی وہ عقلمند عورات جنکو

اتنی بھی استعداد ہو کہ ایسے حرف رسالجات حقوق نسوان وغیرہ کو پڑھ یا سمجھ سکتی ہون
اس تحریر کو دیکھکر یہ سمجھین کہ وہ خیر خواہی ع دوستی بیخبر دچون دشمنی بست سکا
مصداق بھی جسپر عمل انکے حق مین سم قاتل تھا۔ انکی اصل دوستی اور بھلائی اسی
قدیم طریقہ مین ہے جو باتباع سنت انکے بزرگان دین وخاندان نے انکے لئے
تجویز فرمایا تھا۔ اور ابتک سیکڑون برس سے چلا آرہا ہے۔ یہ خیالات کہ
عورات مردون کے مساوی المرتبہ ہین مرد انکے حاکم نہین ہین۔ یا یہ کہ
چار عورتون تک مردونکو حکم نہین ہے۔ یا ہے تو ہمکو نہونیکی کیا وجہ ہے
یا وہ عورتون کو گھورتے پھرین اور زنا کے مرتکب ہون تو اہل دنیا کے نزدیک
مطعون اور قابل ملامت نہون۔ اور ہم گھر سے نہ نکل سکین کھڑکیون
جھروکون سے بھی نہ جھانک سکین اور اسے بڑھنے پر فوراً کشتنی اور گردن
زدنی سمجھی جائین صریح ظلم نہین تو کیا ہے۔ ہر عاقل عورت سمجھ سکتی ہے کہ
ایسی مساوات یا آزادی اسکی عفت اسکی عافیت دنیوی اسکی معاشرت
مین جو اسکو عمر بھر اپنے شوہر کے ساتھ کرنی ہے کسقدر مضر ہے۔
عورت کی عفت اور عزت مین صرف اسی وجہ سے کہ ارتکاب فعل زنا کا ہو
فرق نہین آتا۔ ممکن ہے کہ کچھ عورات اس سے بچ جائین لیکن

اتہام سے بچنا اُنکے امکان مین نہین ہے جو زبان سے خلایق کے متعلق ہے
جسکو کوئی بھی نہین بند کر سکتا - خصوصًا اس عہد مین کہ حد قذف ہی جاری
ہے نہ حد زنا - قصۂ افک عایشہ صدیقہؓ اور بہتان عظیم مریم علیہما السلام کو یاد رکھین
کہ جب اس سے نہین بچ سکین جنکی گواہی خدا نے دی تو دوسری کوئی عورت کیا چیز
ہے - کیا یہہ ممکن نہین ہے کہ کوئی مرد خود ہی فریفتہ ہوا اور عورت ہاتھ نہ چڑھے
تو اُسکی عزت اور عفت کھونے کے لئے یون ہی اتہام کر بیٹھے کچھ جھوٹ لگا دے
یا کسی موقع پر قابو پا کر دست درازی کرے - یا غصہ مین آکر ناک کاٹ لے یا اور
کوئی حملہ کرے - جیسا کہ اکثر باہر نکلنے والیون کے نسبت دیکھا جاتا ہی - وہ خواہ
اُنکی بدکاری کا نتیجہ ہو کہ جنہون مردونسے تعلقات پیدا کئے تھے - خواہ انکار کا جو بسبب
عفت اپنے شوہر کے سوا دوسرے سے راضی نہین ہوئی - اور عاشق صاحب
طیش مین آگئے - یہہ کہنے کی بات ہے کہ ایسا موقع کیون دیا جائے کوئی محرم
مرد یا خدمتگار ساتھ رہیگا -

تجربہ اسکا شاہد ہے کہ ہر امر بد جسکی ممانعت قطعی ہو اُسمین تھوڑی سی اجازت یا اسکو
دیکھکر کسی معلم یا بزرگ کا ٹال جانا آیندہ اُس برے کام کی ترقی اور رفتہ رفتہ
حد سے متجاوز ہونیکا باعث ہوتا ہے اس تجربہ کے رو سے یہہ خیال کبھی غلط

نہین ہو سکتا کہ جب ہوا خوری کے لئے شوہر گاڑی پر سوار کرکے لیجایا
کرین تو پھر بیگم صاحبہ شوہر کے بھائیون کے ساتھ جو پھوپی یا چچازاد
یا ماموں یا خالہ زاد یا اپنے ایسے اُن ہی بھائیون کے ساتھ بھی ہوا کھانے
نکلنے پر دلیر ہو جائینگے - اور پہلو بہ پہلو ملکر گاڑی مین تنہا بیٹھنے سے
جو اندیشہ ناک خطرے ہین وہ ضرور باعث بدگمانی شوہر اور دوسرے
دیکھنے والون کے ہونگی جسکا نتیجہ بفرض محال کوئی بدفعلی نہو تو دوست
دشمن کو بدگمانی اور اتہام کا موقع تو ضرور ملیگا - اور اس دھبہ کا چھوڑانا
عورات کو اپنے دامن عفت سے اور مرد کو اپنی آبرو اور عزت سے
ممکن نہین - علی ہذا خدمتگار اور عزیز کا ہمراہ لیکر سامان ضروری کے خرید کو
نکلنا بھی رفتہ رفتہ اس حد تک پہونچیگا کہ میلے ٹھیلے مین بھی پھرنیکی جرئت
ہو گی - اور جب گھر سے پانون باہر نکلے اور بازارونکا راستہ دیکھ لیا تو یہ
جرئت کہ بعض وقت کوئی ساتھی نہوا خود ہی نکل کھڑے ہوئین کچھ بعید نہین
اسکا نتیجہ جو کچھ ہے وہ اُن عقلمند بیبیون سے جو اپنی لڑکیون کو خود حفاظت
سے پالتی ہین سیدھی ہو کر سینہ اُٹھا کر گھرون کے صحن مین اپنے محرم بھائیو
اور بھتیجون مین چلنا اور بغیر دوہرے آنچل کے دوپٹہ کا اوڑھنا اور چار آنکھین

کرکے خصوصاً اپنے محرم مردون سے بھی باتین کرنی کسیطرح کسیوقت جایز نہین رکھتین پوشیدہ نہین ہے۔ چونکہ وہ خود اُسی جنس سے ہوتی ہین لہذا اپنی جنس نسوان کی رگ رگ سے واقف ہین اور جو فتنے اور جوش مردونکی مخالطت و تنہائی مین بیٹھنے سے یا ان بیحیائیون کے اطوار اور عادت کے اختیار کرنے سے پیدا ہوتے ہین یا آیندہ اُنکے پیدا ہونیکا اندیشہ ہے سب جانتی ہین۔ اور پردہ اور حیا اور ادب اور اپنے محرم مردون سے جنکے سامنے آنا چاہیے اُنکے سامنے چلنے پھرنے گفتگو وغیرہ کی تعلیم فرماتی ہین ۔ اور معہذا چاہے کوئی مرد کیون نہو تنہائی مین اُسکے پاس جوان لڑکی کا یعنی جسکی عمر بارہ برس کی بھی ہو جانا یا بیٹھنا روا نہین رکھتین ۔

یہہ سب تعلیم مادری شرفا کے ہان رائج ہے ۔ اسمین کچھ مردون کے تشدد اور تاکید کی ضرورت نہین ہے آخر یہہ سب کیون ہے اسپر بھی کچھ ہٹ دھرم یہی کہے جائینگے کہ مردون نے ظلم کیا ہے ۔ عورتون کو قیدی بنا رکھا ہے بھلا کسی شریف کی بیوی سے کوئی کہے تو کہ اپنی جوان لڑکی کو فلانے کے ساتھ جو اُسکا غیر ہے گاڑی پر سوار کرکے ہوا خوری کو روز بھیجا کر یا تنہا ہی گاڑی پر سوار کرکے بھیجا کرو دیکھئے کیا جواب دیتی ہے یقین تو ہے کہ مُنھ مین

سمجھنے والے کے جوتی ہی لگانے لگی۔ اس سے زیادہ میں لکھنا فضول
سمجھتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ شریفوں کے ہاں خود بھی اپنی
لڑکیوں کو لکھنا اور پڑھنا اور صنعت کی تعلیم میں عورتیں مستعد پائی جاتی
ہیں اور وہ اسی کو اچھا سمجھتی ہیں۔ اور حقیقت اُنکی سمجھ بہت درست ہے
اور یہی تعلیم صنعت اور عصمت تعلیم شرافت ہے جیسے شرفا کی لڑکیوں کا
بیہودہ دلیل ہونا یعنی اپنے مردوں سے گفتگو کرنا اور آنکھ لڑا کے باتیں
کرنا معیوب اور سخت معیوب سمجھا گیا ہے تو باہر نکلنا اور سودا سلف بازار
میں خریدنا اور غیر مردوں کو دیکھنا اور ایسے قد و قامت لاغری فربہی کا
پیش آنا اگر دیکھنا منظور ہو تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسی حالت میں کہ
مدرسہ کیا نہیں گیا۔ آج جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو جو نادان شرفا میں
پیدا ہوئے ہیں اور بہ تقلید اہل یورپ اسکے خلاف عمل چاہتے ہیں
پیشتر ہی والدہ۔ دادی۔ نانی یعنی بڑھیاؤں سے مشورہ کر لینا چاہیے
تھا اور اس مصلحت کو پوچھ لینا تھا کہ لڑکیوں کی تعلیم میں اسقدر سختی
کس وجہ سے آپ بزرگ عورتوں نے گوارا کی ہے جو ہم مردوں نے
لڑکیوں کے لئے نہیں جائز رکھی۔ اسکے بعد اپنی رائے بیان کرتے

تو پھر اسکے جواب مین جو کچھ درگت ہوتی وہ ہوتی - میرا خیال یہہ ہے
کہ شریف اور سن رسیدہ اور عقلمند عورتین جنہون نے دنیا دیکھی ہے
اور تجربہ کیا ہے وہ کبھی ایسے دام فریب مین نہین آوینگی - لیکن
البتہ وہ عورتین جنکو حُسن اور شباب اور زینت زیور و لباس
خودنمائی پر اُبھار رہا ہے اُنکو ایسے رسالے اور ایسے مضامین
اُنکے شوہرون کی جدید تعلیم کے خیالات یا جہل اور یورپین تقلید
شاید خسرۃ الدنیا والاخرۃ کردے میری تو یہہ دعا ہے کہ خدا ہر شریف
مرد و عورت کو ایسے اعمال سے بچائے آمین یا مجیب الدعوات -

قرآن مجید اور اُسکی تعلیم

قبل اسکے کہ مین کسیکے جدید ایسے خیال کے مقابل مین جو تعلیم جدید یا یورپین تقلید
کے اثر سے پیدا ہوا ہے اپنا خیال بمطابقت حکم خدا و رسول ظاہر کرون مجھے
اپنے مسلمان بھائیون کی خدمت مین اس گذارش کو پیش کرنا ضروری
معلوم ہوا کہ مین قرآن معظم اور اُسکی حفاظت و تعلیم کا ذکر بھی سنا دون جس سے
اُنکو اُسکی عظمت اور صحت پر کامل اعتقاد کے ساتھ استقامت رہے - قدم کو
لغزش جو وساوس شیطانی سے (جسکا ایک ضمیمہ یہہ رسالے اور مضامین

جدید الشیوع بھی ہین ٭٭لہ واقع ہو۔ یہہ تو ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ
قرآن مجید بھی مثل دیگر کتب سماوی توریت و انجیل و زبور وغیرہ منزل
من اللہ ہے۔ جیسے وہ کتابین دیگر انبیاء علیہم السلام پر خدا کی طرف
سے نازل ہوئی تھین اسیطرح یہہ افضل الکتب یعنے قرآن پاک
افضل الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل ہوا۔ اگرچہ بعض معتزلہ اور
سر سید احمد خان صاحب نے اپنی تفسیر اور نیز بعض پرچہ ہائے تہذیب
الاخلاق وغیرہ مین اس مین بھی بے ادبانہ بحث کی جسکا نتیجہ گولنڈن سے
سے خطاب سی۔ ایس۔ ائی وغیرہ ہوا ہو لیکن علماء اسلام کے اجلاس
قد کفر سے مخاطب ہوئے۔ مجھے اسوقت بحث تنزل کا چھیڑنا
منظور نہین ہے نہ طوالت کلام بلکہ جو عام اہل اسلام کے عقاید
ہین اُسیکو کافی سمجھکر اس بحث کو یون ہی چھوڑتا ہون۔ عام عقاید تو یہی
ہین کہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کے طرف سے نازل ہوا ہے
چند چند آیات کے طور پر۔ اور یہہ نزول بواسطہ جبرئیل علیہ السلام قلب پر تھا
نہ کسی مکتوبی طور وغیرہ پر اگرچہ تنزل آیات قرآنی اپنے اپنے وقت پر ہوئی جسکی
صراحت شان نزول کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے لیکن یہہ ترتیب

موجود تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک جبرئیل علیہ

السلام ہوئے لہذا یہہ ترتیب توقیفی ہے جسکا بیان اوپر ہو چکا اور یہہ کتاب لوح محفوظ

ہے جسکی شہادت آیہ کریمہ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ سے دی

یہہ نسخہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

پاس تھا جسکو حضرت ذی النورین نے لیا اور اسکے مطابق نقول کرا کے شایع کیا

یہہ جو عوام کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع قرآن مشہور ہیں اسکی

اصلیت یہہ ہی اور بس کذا فی تفریح الاذکیا۔ چنانچہ خود خدا کا ارشاد اسکا

شاہد ہے فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ لیکن اور کتب سماوی میں

اسقدر تحریف ہوئی ہے کہ گویا مسخ ہو گئیں اور منجملہ دیگر بے انتہا فضایل کے

ایک بہت بڑی فضیلت اس کتاب مجید میں یہہ ہے کہ خداوند عالم نے اسکو

ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رکھا ہے۔ اور خود اسکی حفاظت کا ضامن ہوا ہے

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ اب کسی مسلمان کا

یہہ عقیدہ تو ہو نہیں سکتا کہ خدا جس چیز کی خود حفاظت فرمائے اسمین

کسی کو دسترس تحریف کا ہو سکے مثل مشہور ہے جسکو اللہ رکھے اسکو کون

چکھے لہذا خدا نے اپنے مسلمان بندون کو یہہ توفیق عطا فرمائے

[margin note, handwritten:] کوئی نہیں ... قرآن ... جسکی نگہبانی ... سے ... یہہ کلام ... عادل ... آن ... یہہ نصیحت ... مسلمان ... ۱۲

کہ لاکھون ہی حفاظ اُٹھ کھڑے ہوئے جنھون نے از ابتدا تا انتہا لفظاً
لفظاً حفظ کر ڈالا جس سے کسی کی مجال نہین رہی کہ ایک لفظ کم و بیش
کر دے ۔ یا بدل دے ۔ یا اعراب یعنے زیر و زبر وغیرہ مین فرق کر دے
چونکہ عربی عبارت مین اعراب سے معانی اور مطالب بدل جاتے ہین
اسلئے علمائے اہل اسلام کو اسکی بھی توفیق دیگئی کہ اُنھون نے تراجم
اور تفاسیر کے ذریعہ سے لغات کو حل کیا ۔ اور تمام قواعد صرف و نحو کی رو سے
اسکی مجال بھی باقی نہین رکھی کہ کوئی شخص تبدیل اعراب کر سکے جس سے معانی
اور مطالب اصلی مین کوئی تصرف ہو سکے ۔ اور منجانب اللہ جو حفاظت معانی
اور مطالب اصلی کی دوسرے طریق ہوئی وہ یہہ ہے کہ حکم ہوا
يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ ۔ یعنی اے رسول جو کچھ
ہمنے تجھپر نازل کیا ہے پہونچا دے ۔ اسکی تعمیل مین تبلیغ رسالت اور
تعلیم امت شروع ہوئی ۔ اور مومنین کو حکم ہوا ۔ مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ
فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۔ یعنی جو چیز تمکو رسول دے
اُسے لے لو اور جس چیز سے تمکو منع کرے اُس سے بچو ۔ اور پھر دوسری
جگہ ارشاد ہوا ۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُو

یعنی البتہ اللہ نے بڑا احسان کیا مومنون پر کہ اُنمین ایک نبی اُٹھا کھڑا کیا وہ نبی کیسا ہے کہ پڑھتا ہے اُنپر اللہ کی آیتین اور پاک کرتا ہے اُنکو اور تعلیم کرتا ہے کتاب و حکمت کی۔ اب ہم اس موقع پر دیکھ لینا چاہتے ہیں کہ کتاب تو یہی کتاب اللہ ہے لیکن حکمت کیا چیز ہے۔ اصل یہہ ہے کہ حکمت وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکات بیان فرمائے اور اُسکا طریق عمل خود کرکے دکھادیا اور تعلیمین سے جنسے میری مراد گروہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے اُسیطرح تعمیل کروائی۔ اس موقع پر اگر کوئی یہہ شبہہ پیش کرے کہ کتاب کیا حکمت سے خالی تھی تو جواب اُسکا یہہ ہے کہ کتاب مجید کا ہر حرف حکمت سے بھرا ہے۔ جسطرح ایک چھوٹے سے تخم مین بڑے بڑے درخت املی وغیرہ کے مع شاخ اور پھول اور برگ و ثمر سب موجود ہین لیکن دکھائی نہین دیتے لہذا سمجھانے کے لئے ضرور ہے کہ انکو بو کر دکھادیا جائے۔ یا یہہ کہ علم طب کے کتب مین تمام خواص و افعال ادویہ و شناخت امراض و ذرائع تشخیص امراض سب موجود ہین لیکن بغیر اُستاد کے بتلائے کیا کامل طور پر آسکتے ہین لہذا طریقہ تعلیم بھی رکھا گیا ہے کہ اُستاد سے پڑھتے ہین اور اُسکو تعلیم اور وہ قولاً اور فعلاً جو کچھ بتلاتا ہے اُسکو

حکمت کہتے ہین - اُسکے بعد وہ اُستاذ اپنے سامنے مطلب کراتا ہے اور خود
نگران رہتا ہے لغزش پر ٹوکتا ہے اصلاح کرتا ہے - اسی طرح ایک مدت تک
اُنکے حالات پر نگرانی کرنیکے بعد اُنکو سند دیتا ہے - تب کہین وہ مستند
شاگرد ہوتا ہے - اس موقع پر خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ خداوند عالم نے
اسیطرح قرآن معظم کی تعلیم ہمکو دلوائی جس سے پوری تعمیل احکام بھی ہوا اور
اُسکے مسلمان بندون کو پوری سعادت بھی ملے - اور اپنا وعدہ حفاظت
بھی پورا ہو کہ معانی اور مطالب مین وساوس شیطانی سے تحریف اور نیز تعمیل
احکام مین فرق نہ آئے - اسی تعلیم و بیان حکم کا نام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے صحابہ کو پہونچی اصطلاح شرع مین حدیث ہے اور موضوع اس
معظم علم حدیث کا یہی ہے یعنی اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور تقریر - اس لفظ کا مفہوم اصطلاح محدثین مین وہ افعال ہین جو صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بلا اجازت کسی ضرورت کے وقت کرلئے - اور
جب خود بدولت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا منع نہین فرمایا - اسی کو اصطلاح
فقہا مین مباح کہا گیا ہے - جسکا ارتکاب جائز رکھا گیا - کیونکہ ایسے
امور منہی عنہ مین داخل نہین ہوسکتے بہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے

درمیان مین برزخ ہین - انپر خیر معروف اور غیر منکر کا اطلاق ہوتا ہے
جہان کہین فقہ مین یجوز اور یباح کا لفظ آیا ہے اُسکے معنی عموماً
یہی ہین کہ عند الضرورت - اس تعلیم کی خیر و برکت یہہ ہوئی کہ اس امت کو
کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کا خطاب ملا اور سند خود بارگاہ نبدائی سے
عنایت ہوئی - اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا -
اگرچہ پہلے ہی ارشاد ہو چکا تھا کہ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ
وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ لیکن یہہ
آخر آیہ یعنی الیوم اکملت الخ جو حجۃ الوداع مین عرفہ کے روز نازل ہوئی
صاف شاہد ہے کہ دین اسلام وہی دین ہے جو بعد تعلیم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مختار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھا - اور یہی دین عند اللہ
مقبول ہے - اسکے سوا کوئی دوسرا دین قبول نہ کیا جائیگا - جب
یہہ سب مرحلے پہلے ہی طے ہو چکے تو اس امر پر ہم مسلمانون کو پوری
استقامت فرض اتم ہے کہ قرآن مجید کو نہ کسی جدید معانی کی ضرورت
اب باقی ہے اور نہ دین اسلام مین کسی جدید تعلیم کی گنجایش اور احتیاج -

میرے اس دعوی پر حدیث قرطاس کے وہ الفاظ جو جناب عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کے زبان سے نکل گئے تھے حسبنا کتاب اللہ
شاہد ہین بیشک جناب موصوف یاد رکھتے تھے کہ جب اس طور پر
تعلیم قرآن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو چکی تھی اور ترتیب
سند بھی مل چکی تھی تو حسبنا کتاب اللہ کا قول کافی اور وافی

قرآنی تعلیم کی تحقیقات

اب یہہ امر قابل یاد رکھنے کے ہے کہ عہد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بعد جو خیر القرون تھا قرون ثلثہ مین آیندہ نسلون کے لئے اسکی ضرورت تھی کہ
ان تعلیمات کو قایم رکھا جائے تاکہ وہ وعدہ الٰہی اِنَّا لَہُ لَحٰفِظُون
کا تا قیام قیامت قایم رہے اسلئے سبحانہ اللہ ایک ولولہ پیدا کر دیا گیا
بعض افراد اہل اسلام مین کہ اُسی کامل تعلیم کو جن کا حامل گروہ کثیر صحابہ
اور اہلبیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رضوان اللہ علیہم اجمعین تھا تحقیقات
کامل کے بعد جمع کر دیا جائے۔ جس سے ہمیشہ کے لئے اہل اسلام کو صراط
مستقیم پر استقامت رہے۔ اس تحقیقات کے تین طریقے اختیار کئے
گئے۔ تفسیر۔ فقہ۔ حدیث۔ اگرچہ دونون طریقے یعنی اول و دوم

کی بنا بھی قرآن اور حدیث ہے۔ لیکن علم حدیث آخر مین مدون ہوا ہے
لہذا وہ آخر مین لکھا گیا۔ اس سے پیشتر یہہ مستقل علم فقط زبانی اور ایک
سینون مین صحابہ اور اہل بیت کے تھا رضوان اللہ علیہم اجمعین
مفسرین مین بعض صحابہ اور اہلبیت اطہر بھی شریک تھے مثل جناب
عبد اللہ بن عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہما
وغیرہ کے۔ یہہ حضرت عبد اللہ بن عباس وہی ہین جنکے حق مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے۔ اللہم فقہہ فی الدین جسکی برکت سے
انکی ذات جامع اکثر کمالات ہوئی اُسپر سونے مین سہاگہ تعلیم و صحبت
سیدنا و مولانا و مولی الثقلین باب مدینۃ العلم جامع جمیع فضائل صحابہ
افضل اہلبیت اسد اللہ الغالب بل غالب علی کل غالب زوج بتول الزہرا
سلام اللہ علیہا جناب علی المرتضی کی ہوئی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ و
عن سائر الصحابۃ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مفسر بھی ہین اور فقیہہ
بھی۔ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے راوی بھی۔ دیگر حضرات
صحابہ و تابعین و علماء اہل اسلام کو بھی خداوند عالم جلشانہ نے یہہ توفیق
دی کہ اُنہون نے تفسیر اور فقہ و علم حدیث کو اس تحقیقات کے ساتھ

مُدوّن کیا کہ لغات اور اصول علم فقہ اور اصول علم حدیث اور علم الرجال وغیرہ وغیرہ جن علوم کی جسوقت ضرورت ہوئی گئی مُدوّن فرماتے گئے اور انمین نہایت باریک باریک باتون پر بحث کرتے گئے جس مین کوئی اُنکی غرض ذاتی نہ تھی۔ بلکہ صراط مستقیم کا پیدا کرنا حسبتہ للہ مقصود جو اُس تعلیم نبوی کا نتیجہ تھا جسکی سند آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم سے الخ۔ مل چکی تھی۔ جن باریکیون اور احتیاط سے یہہ تحقیقاتین فرمائی گئی ہین وہ اگر مفصل طور پر یہان لکھون تو وہ خود ایک ضخیم جلد ہوجائے لہذا مین اسکو صرف اسیقدر لکھکر چھوڑتا ہون کہ جسنے اس دریا کی غواصی کی ہے وہ بے محابا کہہ سکتا ہے کہ مزید بران متصور نیست اور منصفین جمیع ادیان اور ملل کا بھی یہی قول ہے کہ کسی دین مین یہہ تحقیقات نہین ہوئی جیسے کہ اسلام مین۔ وَالفَضلُ مَا شَہِدَت بِہِ الاَعدَاءُ عبادات اور معاملات جس چیز کو دیکھئے کسی جزیہ پر خیال دوڑایئے انتہا درجہ کی تکمیل کے ساتھہ کتب دینیہ اسلام مین آپ پائینگے۔ غرض علماء اسلام نے اُس تعلیم کی تلاش اور تحقیقات اور حفاظت مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا۔ اسی تلاش مین عمر بھر رہے گھر چھوڑا بال بچے چھوڑے

دنیوی کاروبار سے چھوڑے جب ایک فرقہ کثیر نے اس تلاش اور
تحقیقات کے لئے اپنے آپ کو خاص کر لیا۔ اور کئی صدی تک یہی کاروبار
جاری رہا۔ تو اب کیا اس سے زیادہ کوئی کر سکتا ہے۔ خصوصًا ایسے
لوگ جنہیں کوئی مادہ علمی نہیں کوئی ذریعہ تحقیقات نہیں۔ اور جس
چیز کی تحقیقات اب کرنا چاہتے ہیں اسکو تیرہ سو برس گذر گئے۔
حالانکہ یہہ تسلیم ہے کہ ہر چیز کی تحقیقات کے لئے قرب زمانی ضرور ہے
ہوا جو کچھ قرون ثلثہ میں تحقیقات ہو چکی ہے اُس سے زیادہ اب
تحقیق قول یا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا صحابہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین کی یا فرقہ تابعین کی جنکو تعلیم بواسطہ صحابہ پہونچی تھی ممکن نہیں
اور مدعی اسکا حماقت میں گرفتار سمجھا جائیگا کیونکہ تحقیق کا ماخذ سوائے کتب
مدونہ کے ہو نہیں سکتا۔ اب رہا یہہ خیال کہ ہمکو کتب مدونہ تفسیر اور
فقہ اور حدیث کی ضرورت نہیں ہے ہم خود تفسیر لکھ سکتے ہیں اپنی رائے
سے معانی قرآن مجید میں اجتہاد اور مسائل کا استخراج کر سکتے ہیں
یہہ خیال اگر کسی عالم کا ہے تو وہ جاہل ہے۔ اور اگر کسی جاہل علم دین کا
تو ایسے حمق میں گرفتار ہے جسے مجنون یا پاگل سمجھ لینا چاہیئے۔ مذہب

ایسی چیز نہین ہے کہ جسمین اسقدر آزادی دی گئی ہو۔ تمام دنیا کے
ادیان و ملل کو دیکھ لیجیے۔ خصوصاً جس مذہب مین یہہ دعوی کیا جائے
کہ ہر وقت کتاب آسمانی قایم ہوا ہے۔ کیونکہ کوئی کتاب آسمانی ایسی
نہین ہے جو نبی کے آئی ہو اور یونہی خود بخود آسمان سے گر پڑی ہو
بلکہ ہر کتاب کے ساتھ نبی بھی بھیجا گیا ہے۔ جنکو دوسرے الفاظ مین
ہادی او رمعلم بھی کہہ سکتے ہین۔ جسکی غرض یہہ ہے کہ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ
فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ
مذہب صحیح وہی مذہب ہے جو بروئے کتاب آسمانی نبی کی تعلیم سے قایم ہوا ہو
نہ یہہ کہ زید نے کتاب آسمانی کو دیکھا اپنی رائے کے بموجب اپنا مذہب
قایم کر لیا عمرو نے اپنی رائے کے بموجب خالد نے اپنی رائے کے بموجب
یہہ مذہب کا ہیکو ہوا۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہوا۔ یا یون کہئے کہ چڑیا خانہ
مین ہر جانور اپنی اپنی بولی بولتا ہے۔ اور پھر ایسا ہی اگر منظور ہوتا
تو اللہ صرف کتاب اوپر سے پھینک دیتا کہ ہر شخص اسکو دیکھکر اپنی
رائے پر عمل کر لیگا۔ انبیاء علیہم السلام کا ہر قریہ مین ہر قوم پر اور پھر ہر زمان
قوم بھیجنا کیا ضرور تھا۔ دیکھو قانون کے کسی دفعہ مین مدعی او رمدعا علیہ دونو

کے وکلا بحث کرتے ہین اور اپنے اپنے موکل کے مفید مطلب نکالتے ہین یہانتک کہ بعض وقت حاکم فیصل کنندہ کو تذبذب ہوجاتا ہو کہ راجح و مرجوح کا استخراج کیونکر فرمائے۔ لیکن جب کوئی فریق نظیر پیش کردیتا ہو کہ ہائی کورٹ مین بجلسہ متفقہ یا بکثرت آرا یہہ فیصلہ ہوچکا ہے۔ یا با جلاس کونسل یہہ منشا تسلیم ہوچکا ہے تو فریق ثانی کو سکوت ہوجاتا ہے اور یہہ بھی دیکھو کہ بروے قاعدہ کلیہ کیا ایک رائے کی وقعت کثرت آرا کے برابر ہوسکتی ہے۔ عام طور کمیٹیون مین پنچایتون کے فیصلون مین کیا عملدرآمد ہے جب عام عملدرآمد یہی ہے تو ایسے مذہبی امر مین جو تیرہ سو برس سے طے ہو کر بجبار کرورون ہی مسلمانون کا چلا آرہا ہے تو آپ کیا ہین انکا علم کیا۔ اور انکی رائے کیا جسکو آپ چاہتے ہین کہ مقبول کافہ انام ہو۔ یہہ خیال شیخ چلی کے خیال یا اُس بڑھیا کے خیال سے کم نہین ہے جو بموجب قصہ مشہور حضرت یوسف کی خریداری کو چلی تھی۔ ہمارے علماء کے احتیاط کو ملاحظہ فرمائے کہ متفقہ مسائل مین تو خیر لیکن جنمین اختلاف ہین الحلاف ہوا ہے اُسمین کسی ایک رائے کو اختیار کرنیکا حکم نہین دیا بلکہ اجماع اور کثرت آرا پر قول مفتی بہ اور مذہب مختار ٹھہرایا۔ لہذا سیدھی راہ یہی ہے

اجماع کے طریقہ پر چلا جاے اور ہمیشہ قول مفتی بہ اور مذہب مختار کو پیش نظر رکھکر قدم رکھے یہہ امر بہت غور کے قابل ہے کہ قران اور حدیث سے کوئی بات جدید نکالکر اُسکو اختیار کرلینا آیا درست ہوسکتا ہے۔

پہلے اسپر غور درکار ہے کہ قرآن اور حدیث کے جمع کرنیکے وقت آیا اسکا اہتمام کیا گیا تھا کہ اس آیت اور اس حدیث کا اصل مطلب کیا ہے اور کیا معنی ہین کسیطرح اسکا ثبوت نہین مل سکیگا بلکہ جسقدر ثابت ہوگا وہ اس سے زیادہ نہوگا کہ صرف الفاظ کے صحت کا اہتمام ہوا تھا جو لوگ قران مجید غلط پڑھتے تھے یا جنہون نے غلط الفاظ لکھ رکھے تھے یا بغیر ترتیب موجودہ نسخے اُنکے پاس تھے اُنکے نسخون کو اُنسے لے لیا گیا اور یہی موجودہ نسخہ شایع فرمایا گیا اور احادیث مین بھی تمام ائمہ حدیث نے جسقدر التزام اور انتظام فرمایا ہے سب اسی امر مین ہے کہ صحیح الفاظ حدیث کیا ہین۔ اور تدوین اس معظم علم کے تیسری صدی سے آغاز ہوئی بس جاننا چاہیئے کہ قران اور حدیث اور تفسیر اور فقہ ان چارون مین اول و دوم سے صرف الفاظ کو لے سکتے ہین جسمین بھی قران مجید تو بالفاظہ ایک ہی ہے لیکن احادیث مین اس مین بھی اختلاف ہے کچھ رُوات کی وجہ سے اور کچھ دیگر اقسام کے اسقام سے جسکی

تفصیل و اتقان علم حدیث سے مخفی نہین ہے ۔ باقی رہے سوم و چہارم
اسمین معانی اور علل اور ناسخ منسوخ اور تقدیم و تاخیر تنزیل و ارشاد سے خصوصًا
چہارم مین بحث کر کے صراط مستقیم کو پیدا کیا ہے اور کلیہ سے جزئیات کا استخراج
کیا گیا ہے اور اسکے اصول قائم کیے گئے ہین اور ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل نے ۔ اسطور پر
اجتہاد فرمایا کہ طریقہ حقہ انسے باہر نہ جاسکا ۔ یعنی جتنی صورتین معاملات اور عبادات
کی ہو سکے طریق حق ہو سکتی تھیں سبکو انکے اجتہاد نے احاطہ فرمالیا ۔ پس انکے بعد
جو گروہ ہوئے انہون نے بھی غور فرمایا کہ جو باتین پیدا کین وہ اس سے باہر نہ تھین
پھر پہلے بعد دیگرے ایسا ہی کرنے لگے اسلئے چارون مذہب مین اختلافی مسئلہ ہر
ہر جزیہ پر اجماع ہو کے قول مفتی بہ و مذہب مختار قرار پایا ۔ جو اسوقت ہمارے زیر
عمل ہے ۔ اور منکر اجماع کو کافر کہا گیا ہے کیونکہ وہ گرفتار وسوسہ شیطانی ہے اسکو
اسکے نفس نے یا شیطان نے بیشک اس دھوکے پر لگا دیا ہے کہ انا خیر منہ
یعنی ہم کیون کسی کے پیچھے چلین ہم خود امام ہین ہم خود احادیث نبوی و قرآن مجید سے
مسئلونکا استخراج کر سکتے ہین ہم ائمہ مجتہدین اور انکے بعد کے ان علماء سے جنکی
اتفاق سے قول مفتی بہ قرار پایا ہے افضل ہین ۔ دوسری مشکل یہہ ہے کہ اورونکو بھی

ترغیب دیجاتی ہے کہ تم بھی ہمارے جیسے ہوجاؤ۔

تعجب تو یہہ ہے کہ یہہ لوگ اس وسوسہ شیطانی کو نہین سمجھتے کہ انکو انکے اس فہم نے غرور مین لاکر اسفل السافلین مین پہونچا دیا اول ایسا سمجھنا خودی حماقت ہے کہ ہم اچھے ہین دوم کہان وہ قرب زمان کی تحقیقات دربارۂ صحابہ اور گروہ تابعین کی گئی یعنی اول ہی صدی سے شروع ہوئی تھی کہان اب تیرہ سو برس کے بعد کی تحقیق اور کہان اُن ائمہ کا مسلمہ جمہور علم اور فہم اور امانت اور دیانت اور تقوے کہان یہہ وقت جسمین تمام فسق و فجور شائع ہو رہا ہے۔ اور کہان اپنا علم جسکو کوئی تسلیم کر نہین سکتا۔

چہارم کہان ایسے علماء دین کا اجماعی مسئلہ اور قول مفتی بہ کہان ہم ایسے جاہل اور سراپا فسق و فجور کے خودغرضانہ منفرد رائے۔ علم کا یہہ حال کہ احادیث مین ناسخ منسوخ متقدم متاخر نہین پہچان سکتے۔

صرف غرض اس ڈھائی اینٹ کی مسجد بنانے سے صرف اسقدر ہے کہ یہہ محقق کہلائین اور لوگ ہمکو امام جانین اور من مانے خواہشات نفسانی پر کا موقع ملے اور ائمہ اربعہ کے مسائل اجماعی کو چھوڑ کر ہمارے ہدایت پر تمام لوگ چلین۔ اس دام فریب مین وہی چند جاہل البتہ آسکتے ہین جنکا نفس ایسا ہی

بدلا یا اُنکے جو شخص ہیں یعنی تابعین اُنکے زمانی ۔ پھر بھی جب تک اُنکا قول
اور خط کچھ بھی متحقق نہوا تب تک قابل کمال وثوق کے نہیں سمجھا گیا تھا
بلکہ اور پھر ورد لکھا گیا کہ قرآن اور حدیث سے تطابق ہوتا ہو۔ اس سے
زیادہ اور کیا تحقیق ہو سکتی ہے۔ نا اُمیدی پر خیالات جو پیدا ہوتے ہیں
یا جہل کا اقتضا ہے یا ناحق پیش کیا جاتا ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانے میں یہود کا ذکر کیا ہے جنکی شان میں قرآن مجید میں
وارد ہے۔ یحرفونہ کما یشتہون ا ... ہمارے اول
بھی نشتر ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

مدعیوں کا دعوی

مسلمانوں کے طرف داروں سے اپنے دعوی کے ثبوت میں حقوق نسوان کے
پانچ حصے کئے ہیں۔ اول یہ کہ مردوں کو کسی قسم کی فضیلت عورتوں پر نہیں ہے
جو دلائل کہ ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں تو نہیں ایک بھی ایسی قوی دلیل نہیں
جس سے فضیلت ثابت ہو۔ دوم عورتوں کی تعلیم بھی مثل مردوں
ہونی چاہئے۔ مردوں نے تعصب سے انکو موقع تعلیم نہیں دیا۔ سوم
پردہ جو کہ مسلمان شرفا کے طبقہ میں اسوقت رائج ہے نہایت ظلم ہے

اور خلاف حکم خدا و رسول ہے۔ یہہ قطعاً اٹھ جانا چاہیئے اگرچہ یہہ عورات ابھی
یکبارگی اس سطح آزادی پر نہین آسکتین جسپر مہذب یورپ مین لیڈیان ہین لیکن
بالفعل شوہرون کے ساتھ چہرے کا اور ہاتھون کو کھول کر ہر روز بگی پر ہوا خوری
کو نکلنا لازمی ہے۔ اور بازارون مین کسی محرم مرد یا خادم کے ساتھ سودا سلف
خرید کرنیکو جانا چاہیئے۔ اور یہی عین حکم خدا و رسول ہے اور پھر اسمین اسقدر غلو
ہے کہ گورنمنٹ سے مدد چاہی جاتی ہے جبراً رسم طریق ازدواج مین اگر کورٹ شپ
نہو لیکن اسقدر چشم پوشی ہونی چاہیئے کہ دلہن دولہا مین خط و کتابت ہوتی رہے
اور تصویرات کے ذریعہ سے ایک دوسرے کی صورت سے مطلع ہو جایا کرین
اور دولہا کے مان بہن وغیرہ کو خاصکر بلا کے دکھا دینا چاہیئے جسمین وہ
دلہن کی صورت و شکل اور تہذیب نشست و برخاست اور سلیقہ سے
واقف ہو رہین پنجم معاشرت زوجین مین کیونکہ ہونا چاہیئے اور انہین خرف
امور کو اپنی ناقص رائے مین مفید حقوق نسوان سمجھا گیا ہے۔ ماشاء اللہ
سے ؏ جتنی رائین ہین سب کچھ دلیل بے ہمتا تیری فتح۔ الغرض یہہ ہے کہ ایسے
علم کو ایسا غیر مہذب کر دیا گیا ہے کہ بے ساختہ زبان سے یہہ نکل جاتا ہے کہ
ایسے شخص پر مسلم کا اطلاق نکرنا چاہیئے۔ نہ قابل جواب ہو نہ لائق خطاب۔

ہم اس بحث کو زیادہ طوالت دینا نہین چاہتے کیونکہ پہلے ہی دوسرے حصہ مین
قران مجید اور اسکی تعلیم کی تحقیق کو بیان کر آئے ہین جسکے بعد ان خرفات کے
تفصیلی جواب کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جب خلاف ان معانی اور مطالب اور
عملدر آمد دیرینہ و مسئلہ اجماعی و مسلمہ جمہور کے کوئی بات پیش کیجاسکیگی تو بھی
ان اصول کی روسے جسکو ہم پہلے ہی لکھ آئے ہین قابل وقعت نہین ہوسکتی
لیکن شاید یہہ خیال مدعیون کا باقی رہجائے کہ ہمارے دلایل کا کچھ جواب
نہو سکا لہذا اسیقدر انکے دلایل کی تردید بھی ضروری معلوم ہوئی ۔ ان
جوابات مین یہہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ جب عقاید ایسے لوگونکے ملحدانہ صاف ظاہر
ہو رہے ہین اگرچہ صاف طور پر انکار قران وحدیث وغیرہ کا نہین کیسکتے تو انکو صرف
منقولی جوابات پر سکوت نہوگا لہذا عقلی عام و تمام فہم دلائل سے زیادہ جواب دیا گیا ہے

حصہ اول مردون کی فضیلت عورتون پر

اول حصہ مین جو طرفداران سماۃ کا یہہ خیال قایم ہوا ہے کہ مساوات درجہ مرد اور
عورت کی ثابت کیجائے جس سے ہمارے نانہالی حقوق دب نہ سکین
اور اسکو انہون نے بحق عورات مفید خیال کیا ہے ۔ یہہ انکی پہلی غلطی ہے
کیونکہ جب دونو کو اپنی اپنی عمر ایک گھر مین بسر کرنی ہے تو یہہ مساوات

جو رنگ پیدا کریگی وہ عقلا سے پوشیدہ نہین ہے - مساوات کی حالت
مین فرمان برداری اور تعظیم شوہر کیا معنی جسکی خود ترغیب اور تحریص آخری
حصہ مین فرماتے ہین - بڑی مشکل تو یہہ ہے کہ رسالہ حقوق نسوان
کے لکھتے وقت حضرت کاتب معلوم نہین کہان تھے - شاید انکو یہہ بھی نہین
معلوم ہے کہ ثبوت دعوے مین مدعی کو کیا کرنا چاہیئے - جب انہون نے
آخر مین خود ہی شوہر کی فرمانبرداری اور تعظیم کی نصیحت کی گویا جو کچھ اوپر لکھا تھا
سب خرافات ہو گیا - اس رسالہ سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ مصنف رسالہ
نے فضیلت کس چیز کا نام رکھا ہے - مردون کی کس فضیلت کی آپ تردید
کر رہے ہین اور کس فضیلت کے آپ خواہان ہین - چہارم مردون کے
فضایل مین جو آٹھ دلایل لکھکر اُسکی تردید کی ہے اُسمین ایسے جواب
اُنکے کمزور ہین جسکی انتہا نہین کہین تو دیگر حیوانات کا مقابلہ کرنے لگے
اس سلسلہ مسئلہ سے بھی تجاوز کر گئے کہ انسان اشرف المخلوقات تو مسلم
ہو چکا ہے دیگر حیوانات کا اُس سے مقابلہ کیا معنی بحث تو نوع انسان
کے اندر ہے خارج از بحث تقریر عبث ہو گی - جب کسی انسانکو پہلوان
اور شجیع اور بہادر کہا جائیگا تو وہ فضیلت اُسکے بمقابلہ اپنے نوع کو بھی جائیگی

نہ بمقابلہ فیل اور شیر وغیرہ کے۔ کہین حضرت خدیجہ کبری اور حضرت خاتون
سلام اللہ علیہا کا تذکرہ بمقابلہ کم رتبہ مردون کے لائے کہین حضرت آدم
کی خلقت کی بحث مین کہہ اٹھے کہ یہودیون کے قصہ کے سوا قرآن شریف
سے آدم کا پہلے پیدا ہونا ثابت نہین ہوتا۔ اس سے پہلے آدمی کو یہ بھی
معلوم نہین کہ آدمی کا لفظ خود شاہد ہے کہ جملہ انسان حضرت آدم کیطرف
منسوب ہین۔ پھر حضرت حوا علیہا السلام کیا آدمی نہ تھین جنس ملائکہ
یا اجنہ مین تھین اگر اسکا دعوی ہے تو ثبوت بذمہ مدعی ہے جو یقینا محال ہے
ان واہیہ حیلون سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف روباہ بازی مین اس بحث
کو اڑانا چاہا ہے۔ اب سنئے۔ فضیلت دو قسم کی ہے۔ ایک کلی۔ دوسری
جزئی۔ فضیلت کلی اصل فضیلت ہے جو مرد کی نوع کو عنایت ہوئی ہے
جسکی شہادت قرآن مجید سے صاف ثابت ہے۔ آپنے کیسے کہدیا کہ
قرآن مجید سے پہلے پیدا ہونا حضرت آدم کا ثابت نہین ہوتا۔ اِنِّي
جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً کا مقصود کون تھا حضرت آدم
تھے یا حَوّا علیہا السلام۔ مسجود کل ملائکہ کون ہوئے تھے حضرت آدم
علیہ السلام یا حَوّا۔ علم اسماء کی تعلیم کسکو ہوئی تھی۔ کسکے مقابلہ مین

ملائیکہ نے اپنا عجز علم ظاہر کیا تھا۔ اس موقع پر آپ جس علمی فضیلت کے خواہان تھے اُسے بھی نوع رجال مین دیکھ لیجیئے اور شرف خلقت بنی آدم تا کسکو ملا ہے۔ اسکے علاوہ ہم مسلمانون کا بہت بڑا عقیدہ تو یہہ ہے کہ حضور سرور کائنات خیر الخلایق سید المرسلین ہین۔ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم اور آپ ہی مقصود آفرینش تھے جسکی شہادت حدیث قدسی لولاک لما دے رہی ہے اگر آپکا بھی یہی عقیدہ ہے تو سمجھ لیجیئے کہ آپ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی نوع رجال مین تھے جو افضل المخلوقات یعنی انسان مین سکا ایک وع ہے۔ اور یہہ سب فضایل خداداد ہین اسمین مردونکے تعصب کو دخل نہین۔ اب بھی اوّل خلقت آدم یا فضایل کلی مین مردونکے اگر بحث ہے تو ہو نقلاً کسیطرح قابل قبول نہین ہوسکتی۔ یہہ نوعی فضیلت خداداد جو آدم کو اور نوعِ رجال کو حوّا اور تمام نوعِ اناث بہر اس مین سے کوئی بھی حضرت حوّا یا دوسری کسی عورت کو میسر نہین ہوئی اگر ہوئی ہی تو بیان فرمائی جائے۔ لیکن اس فضیلت سے یہہ مراد نہین ہے کہ ہر فرد مرد کا ہر فرد عورت سے علی العموم افضل ہے۔ بلکہ صرف صنف مرد کی بحیثیت مردہونیکے صنف عورت سے افضل ہی ہے۔ تو نقلی دلیل ہے اہ فضلیت کی عقلی دلیل لیجیے مرد اور عورت کی جوڑے

کی اصلی علت تخلیق کیا ہے ۔ توسیع نسل ۔ اگر صرف انیس اور جلیس جیسا کہ سمجھنے والوں کا خیال ہے عورت بنائی گئی ہے تو یہہ بات دوسرے مرد کے پیدا ہونے سے بھی آدم علیہ السلام کو میسر ہو سکتی تھی ۔ بلکہ اُس سے زیادہ بہتر ہوتی بمقتضائے الجنس یمیل الی الجنس پس معلوم ہوا کہ اصل علت غائی دیگر حیوانات مین مادہ اور انسان مین عورت پیدا کرنیکی توسیع نسل ہی ہے جسکی شہادت سورۂ نساء کی پہلی آیت دیتی ہے ۔ وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً اور دل بستگی اور جلیس اور مونس تنہائی وغیرہ وغیرہ ہونا اُسکی تبع مین حاصل ہے نہ غایت اصلی ۔ پس ذرا سے غور کے بعد یہہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اِن دونون کے درمیان جس فعل کا ظہور ہوتا ہے ضرور ہے کہ اُسکا کوئی فاعل ہوگا اور کوئی منفعل تو اب یہہ حضرات فرمائین کہ شان فاعلیت کس مین رکھی گئی ہے آیا مرد مین یا عورت مین ۔ اسکے تسلیم مین کوئی عذر نہین ہو سکتا کہ بیشک شان فاعلیت کی مرد ہی مین ہے اور عورت مفعول ۔ پس عقلی قاعدہ کے رو سے یا نحوی قاعدہ کے رو سے شان مفعولیت کی تفضیل ثابت ہی نہین ہو سکتی ۔ بلکہ یہان تک تو ہے کہ مفعول کو فضلۂ فاعل قرار دیا گیا ہے ۔ علو شان

مفعولیت تو در کنار اب نتیجہ یہہ نکلا کہ مرد فاعل ہے اور عورت مفعول۔ مرد کاشتکار ہے عورت اُسکی کشت دیکھو۔ نِسَآءُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ مرد ابر نیسان قطرہ افشان ہے اور عورت صدف۔ مرد ایک ہے اور عورت مرکب۔ کیونکہ قرآن مجید گواہی دیتا ہے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی عورتون کے نسبت کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ اسپر بھی اگر عورت کو کوئی صاحب مرد کی سطح کے برابر لیجاتے ہین یا اپنا ایک اور فوق سمجھین تو ہمکو کچھہ مطلب نہین ع خیر باشد آنکہ خیمہ زیر زن بہ غرض جبکہ ہر طرح مرد فوق اور عورت تحت ہے تو ضرور ہوا کہ مرد دینے کی چیز ہے اور عورت لینے کی اور ظاہر ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ۔ ید علیا بہ ید سفلی کے مانند۔ اور واقعی یہی ہے کہ علو اور سفل کو یا یون کہے کہ فاعل اور منفعل کو برابر سمجھنا نہایت ہی بیعقلی کا کام ہے۔ دوم فضیلت جزئی یعنی ذاتی اسمین کسی اپنا بڑا اور منصف کو بحث نہین ہو سکتی۔ کہ یہہ کسی خاص نوع کا حصہ نہین ہے بلکہ یہہ ہر فرد کی ذاتی اوصاف اور ذمایم سے متعلق ہے چنانچہ انسان جو اشرف المخلوق بنایا گیا ہے اُسکے نسبت عقاید مین یہہ مسئلے رکھا گیا ہے۔ کہ عوام بشر سے عوام ملائکہ افضل ہین۔ اور خواص بشر خواص ملائکہ

افضل ہین - اسکے علاوہ یہہ قول بھی دیکھئے سعدی اجل کائنات باعتبار شرافت انسان ہست - واذل مخلوقات باعتبار نجاست سگ لیکن حکما گفتہ اند کہ سگ حق شناس بہ از مردم ناسپاس - پھر فرماتے ہین

ع بہ نطق آدمی بہتر است از دواب ٭ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

دیگر حیوانات مین بھی ملاحظہ فرمائے کہ گھوڑا اپنے نوع مین نوع خر یعنی گدھے سے افضل ہے - لیکن ذاتی عیوب جب سے بڑھ گئے کہ سوار ہی نہین ہونے دیتا اور سوار ہوئے تو پیچھے ہی ہٹا چلا جاتا ہے یا سوار کا دشمن ہے کنوئین خندق مین لیکے گرجاتا ہے یا موذی ہے پکڑتا ہے وغیرہ وغیرہ تو اس سے بہت سے ایسے گدھے فاضل ہونگے کہ جن مین شائستگی ہے یا منزل رسان ہین - اسکا نام ذاتی فضیلت ہے - اسمین مرد و عورت کی تخصیص نہین ہو سکتی - اسی موقع پر کہا گیا ہے ع نہ ہر زن زن ہست و نہ ہر مرد مرد

لیکن جب اس امر کو منجملہ علوم متعارفہ قرار دو کہ ہر چیز مین کچھ نقصانات بھی قدرت نے رکھدئے ہین اور اوصاف بھی جیسے کہ خواص و افعال ادویہ کے کتب طب کے دیکھنے سے معلوم ہوتے ہین - مگر حکم نافع و ضار اور حار اور بارد اور رطب و یابس وغیرہ کا صرف کثرت فعل و خاصیت پر

رکھا گیا ہی یعنی جو دو ایکدرجہ حار ہے اور دو تین درجہ بارد اسکو بارد مانا گیا ہے کہ وصف برودت غالب ہی۔ اسطرح بھی اگر موازنہ کیا جائیگا تو بھی گروہ رجال کو اس ذاتی فضیلت مین بھی زیادہ حصہ ملیگا۔ مجھے اس جواب کو دیکھکر بہت ہی ہنسی آئی کہ شاید اُن انبیاء مین جنکے نام معلوم نہین ہوئے ہین عورات بھی نبیہ ہون یہہ کیسے عجز کا جواب ہے۔ مجیب کو اتنا سلیقہ بھی نہین ہے کہ سایل کا سوال تو اُسیقدر علم سے ماخوذ ہے جو معلومات کتب سماوی سے محدود ہے۔ اُسکا جواب مجہولات سے وہ بھی احتمالی کسقدر بارد اور ہے۔ جو خلاف شان مناظرہ ہی لطیفہ سماۃ سجاح کو آپ نے نظر اً پیش نہین کیا جسکے مہر مین اُسکی امت کو دو وقت یعنی عشا اور فجر کی نماز معاف ہوئی تھی منجملہ اس ذاتی فضیلت کے ایک فضیلت حکمی بھی ہے جو بروے حکم ہر مرد کو اپنی خاص زوجہ پر ہے بلکہ کسیقدر عام اہل پر یعنی بہنوں پر ما، ون پر بھی جنکا تعلق اُس مرد سے ہے جسکے طرف یہہ آیت شریف اشارہ کر رہی ہے۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ اس حکمی فضیلت کو معلوم نہین اِن سماۃ والون نے کیا سمجھا ہے درحقیقت اِسی فضیلت سے مردون کو یہہ دعوی ہوا ہی کہ مرد حاکم ہین عورتون پر

اس بحث مین جن آیتون کو استدلال کے طور پر مردونکی طرف سے
پیش کیا گیا تھا انکو اگرچہ تاویلات بیجا اور تحریف بالمعنی سے جو کفر کی حد تک
پہونچگئی ہین الٹا گیا ہے لیکن ہم انہین آیات کی رو سے صحیح معنی کو دوسری
تمہید سے ثابت کرتے ہین۔ لفظ حاکم کے کیا معنی ہین اور حکومت کے
اقتدارات کیا ہین۔ لفظی معنی حاکم کے حکم دینے والا اور اصطلاح معروف
مین ایسے حکم دینے والے کو کہتے ہین جو بلحاظ محکوم کے آرام اور تکلیف کے
جو مناسب ہو حکم دے۔ اگر وہ بمقتضائے انصاف ہے تو حاکم منصف کہا جا ئیگا
ورنہ ظالم۔ اور شان محکومیت اسکی مقتضی کی گئی ہے کہ حاکم کے حکم کی تعمیل
کیجائے خواہ طوعاً یعنی برغبت یا کرھاً یعنی بہ کراہت۔ چنانچہ اسوقت جو حاکم
انکو ہمپر یہہ اقتدارات حاصل ہین کہ اگر خوش ہون تو ہماری کارگذاری
کے صلہ مین یا محض نوازش سے ترقی فرمائین انعام دین۔ اور اگر
ناخوش ہون تو ہمارے افعال کی سزا دین یا یون ہی کسی شبہہ وغیرہ پر
ہمکو سزا دین۔ سزائین معینہ مین سے۔ سزائے تازیانہ۔ معطلی۔ موقوفی۔
قید وغیرہ جس حد تک انکو اقتدار حاکم بالا سے دیا گیا ہے۔ اور یہہ مقتضائے
سیاست اور نظم ملک سے ہے۔ اگر یہہ اقتدار نہ دیا جاتا تو انتظام مملکت کسی بادشاہ

ممکن نہ تھا پس جسطرح ایک ملک ایک ضلع ایک تحصیل وغیرہ مین ایک ہی حاکم کا کسیقدر اقتدار کے ساتھہ بادشاہ کو قایم کرنا ضرور ہے تاکہ دونوحالتین بیم ورجا کی محکومین پر قایم رہین یعنی اسید ون کے ذریعہ سے اچھے کامون کے طرف راغب اور اپنے حاکمون کے راضی رکھنے کی کوشش کرین اور خوف کے وجہہ سے برُے کامون سے بچین۔ اسیطرح اللہ جل شانہ نے ہر گھر کا انتظام فرما دیا۔ یعنی ہر گھر مین عورت کو محکوم بنا دیا۔ اور انپر مردون کو حاکم ذی اقتدار یعنی نیک سلوک کرنیکا بھی اقتدار دیا اور اُس سے اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ اور بحالت نافرمانی وقصور حسب حیثیت قصور سزا کا بھی اقتدار دیا دیکھو حکم فَعِظُوهُنَّ یعنی اُنکو سمجھاو۔ وَاهْجُرُوهُنَّ عَنِ الْمَضَاجِعِ جدا کرو انکو بستر خوابگاہ سے جو بمنزلہ معطلی ہے۔ وَاضْرِبُوهُنَّ اور انکو مارو اور طلاق کا حکم گویا موقوفی کا ہے اور دوسری جگہہ ارشاد ہوا ہے۔ وَامْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ۔ روک رکھو اُنکو گھرون مین یہانتک کہ پالے اُنکو موت یہہ دایم الحبس کا اقتدار ہے۔ اب مسماۃ فرمائین کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ کے معنی یہہ نہین تو کیا ہین اور ان اقتدار کا دیا جانا احکم الحاکمین کے طرف سے

حاکم بنانا نہین ہے تو کیا ہے دیکھئے تفسیر جلالین و عباسی مین اسکی تفسیر
ایسے مُسَاَطِرُوْنَ کے لفظ سے کی گئی ہے۔ اگر اسکے خلاف آپ اب بھی
دونو کو مساوی خیال فرمائینگے تو اُس حکیم علی الاطلاق کی حکمت مین نقص پیدا
ہوگا۔ جو فرماتا ہے کہ زمین اور آسمان مین اگر دو خدا ہوتے تو فساد ہوتا۔
دیکھئے آیت۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔ و
پھر آپ ہی ایک گھر مین دونو یعنی مرد کو بھی اور عورت کو بھی مساوات کے
درجہ مین رکھنا۔ مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے تو یہی معنی صاف
لئے ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شیخ سعدی کا ترجمہ بھی یہی ہے
یعنی قیام کنندہ در امور و تدبیر کار کنندہ۔ گو الفاظ مین حاکم لفظ نہ لائے
لیکن معنی تو یہی ہین کہ شان فاعلیت جو شان حکومت ہے اس سے ہی
نکلتی ہے۔ اور عورت مین مفعولیت اور محکومیت باقی رہتی ہے۔ پس اُن
رکیکہ تاویلات کا تو خاتمہ ہوگیا جو اس بحث مین وارث حقوق نسوان کے طرف
سے پیش ہوئی تھین۔ اس بحث کو اب اس سے زیادہ طول دینے کی
ضرورت نہین ہے جب خود رسالہ حقوق نسوان کے مصنف صاحب نے
اسکو اپنے آخری حصہ کتاب مین بسلسلہ نصائح قبول فرمالیا ہے سچ کہا ہے جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

حصہ دوم تعلیم

اس لفظ کے اصلی معنی سکھانیکے ہین یہ ممکن خواہ کوئی پیشہ و فن ہو
خواہ کوئی دستکاری ہنر وغیرہ ہو اس سے بالتخصیص معنی نوشت و
خواند ہی کے لینا صریح نادانی ہے۔ لیکن بالفعل ہمارے ملک مین
جب اسکولون مین یہی تعلیم جاری ہے تو زیادہ تر اس لفظ کے یہی
معنی لئے جاتے ہین۔ اور تمام ایسے جدید تعلیم یافتگان اسکول
کا زور اسی پر ہو رہا ہے کہ ترقی تعلیم یعنی نوشت وخواند ہو۔ یہانتک کہ
کوئی زن و مرد رذیل سے رذیل بھی اس سے خالی نہ ملے۔ در اصل
یہہ بہت بڑی کم فہمی ہے۔ لیکن وہ کیا کرین انہون نے آنکھ کھولکر یہی دیکھا ہے
بقول شخصے۔ لیک معذوری ہمین را دیدہ۔ جب نظام عالم اور اس مسئلہ پر
غور کیا جائے کہ معاشرت انسانی کے لئے کیا کیا چیز اور کس کس قسم کے سامان
درکار ہین تو صاف ظاہر ہو سکتا ہے کہ اسوقت جو کچھ دنیا مین سامان اور صناعت
وغیرہ موجود ہین یا آیندہ موجود ہونگے سب اسی بلا کے پتلے انسان کی معاشرت
کے لئے ہین جسکی شہادت اِنَّ الدُّنیا خُلِقَت لَکُم سے صاف ظاہر ہے
پھر کیا کسی گھر مین کسی گانون مین کسی شہر مین کسی ملک مین ایک ہی

قسم کے ایک ہی فن کے ایک ہی کام کے زن و مرد بوڑھے بچے جوان
فراہم کئے جائیں تو اُس گھر یا گاؤن یا شہر یا ملک کے تمام کام
معاشرت انسانی کے متعلق چل سکینگے جسکو تھوڑی سی بھی عقل یا
تھوڑا سا تجربہ بھی ہوگا وہ بھی اسکو تسلیم نہیں کر سکتا۔ جو اتنا بھی نہ
سمجھے وہ کسیطرح عاقل تو کہا نہیں جا سکتا البتہ غیر عاقل شاید ایسا کہہ سکین
اب اسکو بھی سمجھ لینا ضرور ہے کہ عاقل کا کام کیا ہے۔ عاقل اُسکو کہینگے
جو عدل اور ظلم کے فرق کو سمجھے۔ اور اپنے اپنے موقع و محل اور وقت پر
اُسکا استعمال کرے۔ عدل اُس کا نام ہے کہ جو چیز جس کام کے لیے موضوع
ہوئی ہے اُس سے وہی کام لیا جائے۔ مثلاً جوتا پاؤن مین پہننے کے لئے
وضع ہوا ہے اُسکو ہاتھون مین پہننا یا سر پر رکھکر چلنا خلاف عدل ہے
اور پاؤن مین پہننا عین عدل۔ اسیطرح ٹوپی جو سر پر رکھنے کے لیے بنائی
گئی ہے اُسکو پاؤن سے روندنا ظلم ہے اور سر پر رکھنا عدل۔

کتاب جو مطالعہ سے فیض اُٹھانے کے لیے بنائی گئی ہے خصوصاً کتاب مقدس جسے
کلام الٰہی سمجھا گیا ہے۔ اُس سے دینی احکام کا سبق لینا اور اُسکو خدا کا کلام
سمجھکر تعظیم کرنا بوسہ دینا آنکھون سے لگانا کہ دراصل وہ خدا کی تعظیم ہے

عین عدل ہے۔ بجائے اسکے اُس سے استنجا او رمبرز کو پاک کرنا نہایت ظلم ہو۔ دیکھو ابھی قیصرہٖ ہند ملکہ معظمہ کا حکم تمکو دیا جائے تم فوراً اس لباس سے دربار مین حاضر ہو تو تملو جاگیر وغیرہ سے سرفراز کیا جائیگا یا اور کوئی حکم ہو اور بجائے اسکے کہ اُسکو فخر سمجھکر لو اور تعظیم کرو۔ اور تعمیل کرو۔ تم اُسکو پھاڑکر اُس سے استنجا پاک کرو تو کیا تم باغی طاغی نہ قرار دئے جاؤگے۔ ابھی جنابہ ملکہ معظمہ کی تصویر یعنی بت سے کسی بدمعاش نے بے ادبی کی تھی کیا وہ مجرم نہین قرار دیا گیا اگر ملجاتا تو قرار واقعی سزا نہ پجاتی۔ اسکے بعد اب غور طلب یہہ بات ہی کہ عورت جب خاص توالد وتناسل اور مرد کے آرام اور بچون کی پرورش کے لئے جسکو ہم ایک لفظ خانہ داری سے تعبیر کرتے ہین بنائی گئی ہے اور دنیوی امور سے کوئی دوسرا کام اسکے لئے فرض نہین ہوا ہے تو اُسکو صرف اُسقدر تعلیم جسمین وہ خانہ داری کے امور کو تفریق حلال وحرام خوش اخلاقی کے ساتھہ جس سے اسکا شوہر راضی ہو انجام دے سکے۔ اور صاف ستھری اور طاہرہ رہکر اپنے فرایض دینی کو بھی ادا کر سکے۔ کافی ہے۔ جسکے لئے قرآن مجید اور اُسکا ترجمہ اور بعض چھوٹی کتابین مسائل فقہ کی راہ نجات وغیرہ کے سوا تو ترجمہ اردو مالا بدمنہ و ترجمہ اردو شرح وقایہ وغیرہ پڑہا دینا کافی ہی اگر زیادہ

اس سے ضرورت سمجھی جائے تو امام حجۃ الاسلام کی کیمیائے سعادت کا ترجمہ آئینہ
بھی پڑھا دیجائے۔ ایسی کتابوں کے پڑھنے اور اسپر عمل کرنے سے ضروری
جملہ ضروریات دینی متعلق عبادات سے وہ واقف ہونگی اور معاملات دنیوی میں بھی
اخلاق انکے درست ہونگے یعنی راستبازی اور عہد و اطاعت شوہری
وغیرہ عمدہ باتوں کی عمدگی اور غیبت اور حسد اور ناپ تول میں کمی بیشی اور دیگر
ذمیمہ اعمال کی برائی خوب انکے ذہن نشین ہو جائیگی جس سے انکی دنیا بھی اچھی ہوگی
کیونکہ اغلب شوہر انکے انسے راضی رہینگے اور دینی دنیوی فواید بھی انکو پہونچینگے۔ البتہ
تھوڑا سا حساب بھی جس سے ضرورت خانہ داری رفع ہو سکے کچھ اپنے ذمہ
رہ نجائے اور نہ اپنا کچھ نقصان ہونے پائے سکھانا ضرور ہے۔ اسکے سوا سلیقہ
خانہ داری جسمیں سینا پرونا چکن وغیرہ نکالنا یا اور اس قسم کے ہنر اور کھانا پکانا
وغیرہ بھی انکو سیکھنا ضرور ہے اسکے برخلاف انکو جغرافیہ اور فلسفہ اور طب حساب وغیرہ
پڑھانا انکے دین اور دنیا دونوں کا خراب کرنا اور گھر کی برکت اور شرافت کو
یک قلم گویا خیرباد کہنا ہے۔ وجوہ ذیل ملاحظہ ہوں اول یہ کہ یہ علوم انکے دینی
یا دنیوی فرائض میں کچھ کار آمد نہیں ہیں۔ اور نہ زیر عمل آسکتے ہیں۔ تو
فعل عبث اور باعث تضیع اوقات ہونگے۔ اور ایسے ہی سوا اسکے

کہا گیا ہے - کار خود کن کار بیگانہ مکن - دوم جب علم عمل مین نہ آیا تو وہ
اس قول کا مصداق ٹھہریگا - دو کس رنج بیہودہ بردند و سعی بیفایدہ کردند
یکے آنکہ اندوخت و نخورد و دیگر آنکہ آموخت و نکرد ۔ علم چندانکہ بیشتر خوانی
چون عمل در تو نیست نادانی ۔ نہ محقق بود نہ دانشمند ۔ چارپایے برو کتابے چند
سوم ان علوم کی لایعنی تحصیل انکو اپنے اصلی فرائض دینی و دنیوی سے باز رکھیگی
تعلیم کی عمر جو لڑکیوں کے لیئے بہت ہی تھوڑی سی رکھی گئی ہے اسی فعل عبث مین
گذر جائیگی - آخر کو پشیمانی کے سوا کوئی چارہ نہوگا - اور یہہ کہکر افسوس کرنا
پڑیگا کسلئے آئے تھے کیا ہم کر چلے ۔ تہمت چند اپنے ذمہ دھر چلے ۔ جب
کوئی پھوہڑ کہتا ہے کہ خانہ داری کا سلیقہ نہین - ہانڈی کیسی بدمزہ پکتی ہے
بیوی صاحبہ کو یہہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ اسمین کیا کسر ہے - توبہ توبہ وہ بھی
شریف کی لڑکی ہے جسکو غسل اور طہارت اور طہر کے مسائل نہین معلوم
نہ نماز صحیح نہ قرآن صحیح - اسکے سوا بیوی صاحبہ کو کچھ نہین آتا کہ فیثاغورس
یہہ کہتا ہے کہ زمین گردش کرتی ہے بطلیموس کے خلاف ہے وہ آسمان
اور اُسکے گردش کا قایل ہے - یا بادل جو گرجتا ہے اور بجلی جو چمکتی ہے نہ
رعد ہے نہ برق ہے ابر کے ٹکرانے کی آواز ہے اور شرارہ - نہ خدای [illegible]

عالم قدیم ہمیشہ سے یون ہی چلا آتا ہے اور ہمیشہ رہیگا کہاں کا حساب کہاں کی
دوزخ اور بہشت کہاں کا عذاب و ثواب - مرد عورت کے مساوی حقوق
ہین ہم کیون اطاعت کرین شوہر خود ہماری اطاعت کرے کہ وہ محنت
کے لئے بنایا گیا ہے ہم تو نازنین اور حسین ہین آرام کے لئے بنائے
گئے ہین - ہمارے نرم اعضا نزاکت سے محنت کرنیکے قابل ہی نہین
ہین - انکو ہم حاکم کیون سمجھین یہہ تو جورو کے مزدور ہین - آخر اس تعلیم کا
نتیجہ یہہ نکلیگا کہ جسطرح ہم اکثر جدید تعلیم یافتہ مردون کو دیکھتے ہین کہ بجائی
اسکے اطاعت خدا اور رسول اور اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی علماء دین
اسلام کی کرین - قرآن کی تحریف بالمعنی اور تفسیر بالرائے اور انکار تنزیل
و وجود جبرئیل پر اڑے ہین - اور حالت نزول وحی کو معاذ اللہ من ذالک
نقل کفر کفر نباشد مجنونانہ ثر - اور تعدد ازواج کے انکار مین یہہ اصرار کہ علمائ
دین تو کیا ہین اکثر اجل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مرتکب زنا او
خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مستثنی نہین کرتے اور پھر بقول شخصے
چھٹے منہ ایسی بیحیائی کے - اسلام کا بھی نام لیتے ہین - یہہ عورتین انسے
بڑھکر نکلینگی مسماۃ سجاح کی طرح دعوی پیغمبری کا کرینگی - اور اب تک جو ایسے تعلیم یا فتہ

مردون کے گھرون مین کہین طاق وغیرہ پر قران شریف کی کوئی جلد رکھی
ہے یا کسیقدر تلاوت اور نماز روزیکا چرچا ہے۔ اللہ اور رسول کا نام
لیا جاتا ہے اور سب انہین شریف زادیونکی برکت ہے۔ آئندہ یہہ کچھ بھی نہوگا
میز پر تحفۃ اور برانڈی کی بوتل ہوگی۔ اور خودبخود اس تعلیم کے نتیجہ کا اثر یہانتک ہوگا
کہ ہواخوری فرض عین سمجھی جائیگی۔ کیسا حرام۔ کیسا حلال۔ کیسی حیا کیسی
غیرت۔ شوہر کمترین شوہران سمجھے جائینگے۔ اگرچہ ان مسماۃ کے طرف والون کا
عین منشا یہی ہے۔ لیکن ابھی صاف صاف کہہ نہین سکتے۔ فقط آدمیون کا
خوف یا شرم مانع ہے۔ خدا کو سمیع و بصیر تو کیون ماننے لگے تھے۔ شاید
اُنکے نزدیک اُنکے اس دلی منشا کو کوئی نہین جان سکتا۔ یہہ بھی اُنکی سخت
نادانی ہے۔ بلکہ ہم یہہ کہتے ہین کہ یہہ اُنکی سمجھ ایسی ہے کہ جیسے مکتب کے
لونڈے کوئی بہانہ اور حیلہ پیش کرتے ہین اور یہہ سمجھتے ہین کہ ہمارے بزرگ
یا اُستاد اسکو حیلہ نہ سمجھینگے۔ اگر اتنی سمجھ اُنکو ہوتی کہ یہہ لوگ سمجھ جائینگے
تو ہرگز ایسا نکرتے۔ ہم اُنسے کہے دیتے ہین کہ ہم تو ایک ذرہ بمقدار
علمائے اسلام موجودہ وقت کے سامنے ہین۔ لیکن ہم ہی اُنکے ہر
اشارہ ہر کنایہ سے اُنکا اصلی مطلب سمجھے ہین۔ کیا اُنہین یہہ بھی نہین

معلوم کہ ہندی مثل ہے۔ تانت باجی راگ بوجھا۔ وہ تو انہی ہوقت کی لگا چکے ہین۔ پھر جو شخص ان اقوال سے بحکم کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیہِ نتیجہ نکالیگا۔ وہ اسکے سوا کیا نتیجہ نکال سکتا ہے۔ یہہ ان مسماۃ کے طرف والونکا عورتون کو مردون کے سطح تک پہونچانا ایسی تعلیم کا دلوانا زنانہ اسکولونکا سرکار کے طرف سے قایم کروانا۔ پردہ کے عمدہ مصالح اور فواید سے قطع نظر کر کے اتہامی معایب قایم اور شریف ہو کر اپنی عورات کی پردہ دری مین سرکار سے مداخلت کی درخواست کرنا۔ اور یہہ لکھنا کہ اگرچہ ابھی اُسدرجہ پر یہہ عورتین نہین آسکتین جسدرجہ پر یورپ مین لیڈیان ہین لیکن بالفعل اسقدر اصلاح ہونی چاہئے۔ الخ۔ پکار پکار کے صاف کہتا ہے کہ خاص منشا انکا یہی ہے اور بس۔

اب ہم اُس تعلیم کے طریق کو بیان کرینگے جسکا ہونا عورتون کے لیے ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔ یہہ تعلیم صرف شرفا کی لڑکیون کے لئے ہے جو اعلی یا اُس سے ایک درجہ کم طبقہ مین داخل ہین۔ اس طبقہ کے اُن خاندانون مین جسمین علم دین کی دولت اسوقت موجود ہے مردونکو یہہ کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے خاندان کی لڑکیون کی خود اول تعلیم شروع کرین۔ اور

خود باپ یا حقیقی بھائی۔ ان کتابون کی تعلیم کرے۔ اگر کوئی مسئلہ غسل وغیرہ کا ایسا پیش آئے کہ اُسکے بیان کرنے مین شرم یا حجاب مانع ہو تو اُس شخص تعلیم کرنیوالے کو چاہیئے کہ اپنی عورت یعنے زوجہ کو اُسکا طریقہ عمل سمجھائے اور بتلائے اور وہ اُس لڑکیکو سمجھادیگی اور عمل کرائیگی جب اسطرح کی چند لڑکیان دوچار یا چند خاندانون مین تعلیم یافتہ ہوجائینگی تو خود وہ معلمہ ہوکر اپنے گھرونمین لڑکیونکی تعلیم کرلیگی۔ اور عزیز و اقارب ہمسایہ کی لڑکیان بھی پڑھ جائینگی۔ پھر مردون کے پڑھانیکی ضرورت نرہیگی۔ اور اگر کوئی ذی مقدرت خاندان شرفا مین سے اپنے زنانہ مکان مین سے کوئی مکان بھی خالی کردینگے اور معلمہ کو بشرطیکہ وہ قبول کرے کچھ ماہوار بھی اپنے علو ہمتی یا اُنھین لڑکیون کے ماباپ سے دلوادینگے بطور چندہ وغیرہ کے تو اچھا خاصہ مکتب خانہ قایم ہوجائیگا۔ لیکن پہلے پہل وہی توجہ مردونکی ضرورہے جسکا بیان ہم ابھی کرچکے ہین حساب مین یہہ کچھ ضرورت نہین ہے کہ یہی جمع تفریق ضرب تقسیم وغیرہ سکھائی جائے۔ بلکہ اُن گرون کے سکھانیسے بھی کام نکل سکتا ہے جنکے ذریعہ سے بنئے بزاز وغیرہ حسابی کام اپنا نکال لیتے ہین۔ لکھنے کی تعلیم مین جو صاحب حقوق نسوان نے اپنے قلم کو زور دیا ہے وہ مرفوع القلم

اسوجہہ سے ہین کہ اُنکی رفتار یہہ دیکھی گئی ہے کہ جیسے کوئی بے قابو گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ اور اُسکو اتنا ہوش نہین باقی رہتا کہ ٹوپی کہان گری رومال کہان جوتا کہان۔ ہرچند کوئی پکار کر کہے بھی تب بھی نہین سنتا۔ ہوش ہی نہین خبر ہی نہین کہ مین کہان ہون کدھر جاتا تھا اب کدھر جارہا ہون۔ یہہ حضرت دلایل ثبوت دعویٰ لکھتے لکھتے خلاف مدعا بھی لکھ جاتے ہین۔ اور پھر خبر تک انکو نہین ہوتی۔ کہین تو عورتون کو مردون کے مساوی سطح پر پہونچاتے ہین۔ کہین فرماتے ہین شوہر واجب التعظیم ہین۔ اُنکی اطاعت اور فرمانبرداری لازمی ہے۔ کہین مردون کی فضیلت سے اور حاکم ہونے سے انکار اور باوجود ہمہ اُس حدیث کو بھی ظاہر فرماتے ہین کہ نکاح کے بعد عورت مرد کی لونڈی ہوجاتی ہے۔ اُنکی اس قسم کی تحریر اکثر عورتونکی توبہ کا گویا فوٹو ہے کہ پہلے غصہ مین کچھ بک جاتی ہین بعدہ زور زور سے اپنے مُنہہ مین آپ ہی طمانچے لگاکے توبہ کرنے لگتی ہین۔ ہذا قدر مشترک فافہم اسی طرح اس تعلیم کی بحث مین ناولون کے دیکھنے کی ممانعت کرتے ہین بلکہ گھرون مین ایسی ناپاک کتابون کا آنا بھی جایز نہین سمجھتے۔ اس سبب سے کہ انسے فتنون کا خطرہ ہے

دیکھئے احتیاط ہو تو اس درجہ پر اور بے احتیاطی ہے تو یہہ ہے کہ لکھنے کی تعلیم بھی دیجائے۔ اسمین جن فتنون کا اندیشہ ہے وہانتک نگاہ نہین پہونچی۔ سچ ہے۔ محبت کسی شئی کی اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔ اب سُننے مین کئی جگہہ بیان کر چکا ہون کہ ہر چیز مین قدرتاً نفع اور نقصان دونو رکھا گیا ہو اور لیکن جب نفع زیادہ ہوا اور ضرر کم تو وہ نافع کہی جائیگی۔ اور جب ضرر غالب ہو تو مضر۔ اب دیکھئے کہ عورتون کے لکھنے کی تعلیم دینے مین کون چیز زیادہ ہے۔ نفع صرف اسقدر ہے کہ بعض راز کی باتین جس سے کسی دوسرے کو مطلع ہونا نہین چاہئے اپنے شوہر کو لکھ سکتی ہین۔ یا کسیقدر اپنا خانگی حساب متعلق خانہ داری اپنی یاد کیواسطے یا شوہر کے دکھانے کے لیے بشرطیکہ اُنسے خرچ وغیرہ کا حساب لیتا ہے لکھ سکے۔ امر اول اگرچہ کسیقدر ضروری ہے لیکن اُسمین بھی احتمال نقصان ہے یعنی ممکن ہے کہ وہ خط کوئی دوسرا شخص دیکھ لے۔ یا پکڑ لے۔ خواہ جہان لکھا گیا ہے وہین خواہ جہان بھیجا گیا ہے وہان۔ اور وہ راز فاش ہو جائے اور اُسمین کچھ فتنہ اور لڑائی جھگڑا برپا ہو۔ اور یہہ گرفت ایسی ہوگی جس سے انکار یا بچاؤ ممکن نہین ہے۔ کیونکہ اُسکی سند موجود ہوگی۔ برخلاف اسکے

جب لکھنا نہ آئیگا تو مجبوری سے ملاقات کیوقت بالمشافہ کہنے پر اُٹھا رکھا جائیگا اور فاش ہونیکا اندیشہ نہ رہیگا۔

دوم[۲] ممکن ہے کہ اُسوقت تک وہ شعلۂ غضب جسنے اُس تحریر پر آمادہ کیا تھا یا وہ جھوٹی خبر جو باعث اشتعال طبع کاتبہ اور مکتوب الیہ ہوکر کچھ فساد برپا کرتی تحقیق مین بے اصل ٹھہر جائے۔ یا یہ[۳] کہ کوئی مفتری بطور افترا ایک جھوٹا جوابی خط بناکر بھیجدے۔ کہ تمنے مجھے جو اشتیاق نامہ لکھا تھا اور اُسمین درخواست کی تھی کہ مجھے اس قید سے چھڑاوٗ اور نکال لے بھاگو یا سنکھیا وغیرہ اپنے شوہر کے لئے جو میرا رقیب ہے منگوائی تھی یا اور کسی ایسے ہی فساد انگیز مضمون سے اُسمین لکھدے۔ اور اسطرح اُسکو بھجوادے یا مکان وغیرہ مین پھینکوادے کہ شوہر یا اُسکے عزیز دیکھ لین اور فساد برپا ہو تو اسمین جس فساد کی نوبت آئیگی وہ ایسا تیز اور خانہ سوز ہوگا کہ درحقیقت تمام گھر مین آگ ہی لگجائیگی۔ اور پھر بجھائے نہ بجھیگی۔ گو وہ نیک بخت اُس سے بالکل بری ہو۔ خصوصاً ساس نند دیورانی جٹھانی جنسے اکثر اچھا سابقہ بیاہ کے چند روز بعد ہی نہین رہتا اور زن و شوہر مین پوری محبت ہونا اپنی بیوقوفی سے نہین چاہتین۔ اور بھی اُسپر حاشئے چڑھائینگی۔ اور وہ ایک کلنگ کا ٹیکا جو اس جھوٹی تہمت

سے لگجائیگا کہی پشت تک تھہرا سے نہ چھوڑیگا - اُس سلسلہ پشت کی اولاد برادری مین نہ پائی جا سکیگی یہہ آفت اسکے علاوہ ہوگی - چہارم یہہ بھی ممکن ہی کہ اسطریقہ سے ناجایز امور کے نسبت سلسلہ جنبانی بھی ہو - اور تمام مراتب فساد کے جنکا مین ابھی اتہام کے ضمن مین ذکر کر آیا ہون واقعی ہون - اور کھل جائین کوئی تحریر کسی فریق کی پکڑ لیجائے - اور پھر وہی فسادات ہون - یا یہہ کہ نہ کھلے اور اُسکا وقوع ہوجائے جو امور بذریعہ تحریر طے ہو چکے تھے یعنی بیگم صاحبہ سازش کرکے کسیکے ساتھ بھاگ جائین - یا شوہر کو جو مخل عیش اور کانٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا زہر وغیرہ دیکر قصہ ہی پاک کردیا جائے ع کانٹا نکل گیا مجھے کھٹکا نہین رہا - جیساکہ اسوقت دیکھا جارہا ہے کہ بعض کوتہ اندیش شرفا کی لڑکیونکے طرفسے ناپاک مضمون لکھکر اخبارون مین چھپوا رہے ہین حالانکہ اُن نیکبخت لڑکیونکو اُسکی اطلاع تک نہین ہے بڑی خیریت یہہ ہے کہ انہین نہ اس قسم کا مادہ فاسد ہے اور نہ لکھنا جانتی ہین اگر جانتی ہوتین تو کیسا کچھ غلغلہ برپا ہوتا اور کیا کچھ اُوکس کس پر مطعنہ ہوتا لیکن پھر بھی یہہ جاننے والے تو جانتے ہین غیر لوگ تو جان نہین سکتے - اس سے تو انکار نہین کیا جاسکتا کہ موجودہ صورتمین

باوجود جہل اور قیود پردہ کے بدچلنی ممکن نہین ہے۔ لیکن یہہ ضرور ہے کہ ایسا موقع ہی کم دیا گیا ہے۔ اور جہان کہین ہے وہان ضرور غیر عورات بدکار کی آمد رفت اور بے احتیاطی پردہ و نقص حفاظت اسکا ظاہری باعث ہے۔ بس خلاف عقل ہے۔ خود ہی آگ لگانا اور پھر پانی کے لئے دوڑتے پھرنا مصرعہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ اس سے زیادہ لکھنا فضول ہے کیونکہ میرے ہمصفیر و ہم خیال مولوی حیدر اللہ خان صاحب مؤلف رسالہ رد المحجوب نے اچھی طرح اسکو قول بزرگان دین و حکماسی بھی ثابت کر دکھایا ہے کہ کسینے عورات کے لکھنے کے تعلیم کو بچھو سے مثال دی ہے کہ بچھو مین اور بھی زہر پیدا کیا جا رہا ہے کسی نے لکھا ہے کہ تیر کو زہر کے پانی مین بجھایا جاتا ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقوال نہایت قابل غور اور عمل کے ہین خصوصًا یہہ قول کہ اپنی عورات کے پر پرواز قینچی سے تراش دیا کرو۔ پھر بجائے اسکے انکو پر پرواز کا دینا کیسی بے عقلی ہے۔ یہہ بھی جان لینا چاہئے کہ یہہ قول کس شخص کا ہے جسکے نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لو کان بعدی نبیٌ فکان عمر اور اسکے مناقب مین سے کان رابہ مطابقٌ بالوحی والکتاب جیسا کہ اسیران بدر کے معاملہ مین اور حجاب کے

بارہ مین اور اسیطرح کئی جگہ واقع بھی ہوا۔

سفلی طبقہ کی تعلیم

مسماۃ کے طرف والونکا چونکہ اصلی مقصد وہی تھا جسکو مین ظاہر کر چکا ہون اسلئے ایسی مفید تعلیم کے طرف جسکا اشد ضروری ہونا غالباً ہر فرقہ اور طبقہ کے مسلمان اور ہندو باشندے ہندوستان کے بلا چون وچرا تسلیم کرلینگے انکا خیال ہی نہین گیا۔ اب مین لکھتا ہون۔

اس سرخی مین جس طبقہ کا ذکر ہے اُس سے میری مراد وہ طبقہ ہے جسمین اکثر خدمتی عورات۔ ماما۔ اصیل۔ ناین۔ بھنگن۔ وغیرہ ہین جنمین پردیکی چندان قید نہین ہے۔

دیکھا جاتا ہے کہ شرفاء کی عورات کو جس کام کی ضرورت اپنے خانہ داری مین ہوتی ہے اس طبقہ سے خدمت کے واسطے عورات ملجاتی ہین لیکن انکی خاص بیماریون اور زچہ خانون مین جس قسم کی عورات درکار ہین نہین مل سکتین۔ اگرچہ بعض شہرون مین کوئی قابلہ ہوشیار تلاش سے مل بھی جائے۔ لیکن وہ اکثر ضعیفہ اور کمزور بھی ہوتی ہین۔ اور جو کام چاہیئے اسکو پورے طور پر کرنیکی انمین استعداد ہوتی ہے نہ قوت خصوصاً زچگی کے وقت

جب لڑکا رحم مین مرجاتا ہے یا پھنس جاتا ہے تو اُنسے کچھہ کام نہین ہوسکتا
نہ وہ تشریح جانتی ہین نہ ڈاکتری اپریشن وغیرہ - اگرچہ بعض شہرون یا قصبات
یا شہر مین کوئی لیڈی صاحبہ ہین لیکن بدین وجہ کہ ضرورت غالباً ہر مقام پر ہوتی
ہے اسلئے یہہ کافی نہین اور اکثر انکی فیس کا بار نہین اُٹھا سکتے - پس ایسے
موقع پر اکثر خاندان کی عورات خود مریضہ یا اُسکے عزیز اور بزرگ مستورات کو یا اُسکے
گھر کے مردونکو اسطرح کی بے غیرتی کہ مرد ڈاکٹر آکر اُنکو دیکھے اور بچہ کو ہاتھہ کر
نکالے نہین گوارا ہوتی - ذچہ کا مرجانا گوارا ہوتا ہے - اور کمتر مجبوری سے بقول
شخصے مرتا کیا نہین کرتا گوارا کرنا پڑتا ہے - بہرحال صورت اول ہو یا دوم ضرور
یہہ امر بیموقع اور قابل اصلاح اور انتظام ہے - اسلئے ضرور ہے کہ اس طبقہ
مین سے کچھ ایسے عورات تیار کیجائین جنکو باقاعدہ تعلیم اس فن کی دیجائے -
کیونکہ ہم اپنے وقت مین اس سے زیادہ ضرورت کسی چیز کی عورات کے
متعلق نہین دیکھتے ہین - یہہ بہت بڑا سلوک ہے عورات کے ساتھہ مسماۃ کیطرف
والے اگر اس تعلیم کا ذکر کرتے اور توجہ دلاتے تو تمام اقطاع ہند کی ہر قوم
کے لوگ اُنکے ساتھہ ہمصفیر ہوجاتے - اب ہم اس تعلیم کا طریقہ بتلاتے ہین کہ ایسے
طبقہ کی لڑکیان جنکی عمر آٹھہ برس کی ہو شفاخانون مین جہان انگریزی ڈاکٹرن

ہو تعلیم کے لیئے بھیجدی جایا کرین - اور جب تک وہ غیر مشتہاتہ رہین یعنی
بارہ برس کی عمر تک اس فن کو سیکھین ڈریسری سے لیکر ڈاکٹری تک
اور گورنمنٹ سے بھی درخواست کیجائے کہ زنانہ اسکولون مین جہان اکثر
اس طبقہ ہی کی لڑکیان پڑہائی جاتی ہین - وہان بجاے دوسری نوشت وخواند
تعلیم کے جسکی ضرورت اس طبقہ کو چندان نہین ہے اس تعلیم کی شاخ کھولیجائے
خصوصًا لوکل فنڈ مین جو اسکول فنڈ بھی شریک ہے اُس سے یہہ کام لیا جائے
کیونکہ یہہ ایک بڑا رفاہ عام کا کام ہے - اول تو اُن لڑکیون کو خود ہی بہت فائدہ
پہونچیگا - اس پیشہ کے ذریعہ سے اپنی اوقات بخوبی بسر کرسکینگے بلکہ بہت کچھ روپیہ
حاصل کرسکینگے - اور نہایت قدر سے رہینگی اور ہمیشہ اُنکی قدر رہیگی - کیونکہ
یہہ ضرورت مُوقتی نہین ہے بلکہ ہر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے
خاندان کو بھی اکثر اسکی ضرورت ہمیشہ رہیگی - اگر انگریزی گورنمنٹ اسمین توجہ نفرمائے
تب بھی ہر دیسی ریاست کے منتظمین کو لازم اور واجب ہے کہ اپنی ریاست
مین جسی تدبیر اور رقم سے ہو سکے اس ضروری تعلیم کو جاری فرمائین کہ اسمین
ایک قسم کا حفظ آبرو عورات کا ہے خواہ وہ کسی طبقہ کی کیون نہون - اور
ہزارون بلکہ اس سے بھی زیادہ عورتون کی جانون کی حفاظت بھی مقصود ہے

ہرچند عقیدہ ہر فرقہ کا جو پابند کسی مذہب کا ہے یہہ ہے کہ موت سے کوئی چیز بچا نہین سکتی۔ لیکن تدبیر سے اور علاج سے تو کسیکو انکار نہین ہوسکتا بلکہ اگر امرا ہر قوم کے بھی اس تعلیم کے خرچ مین چندہ وغیرہ سے شریک ہوجاتے تو بہت جلد کامیابی ممکن ہے۔

حصہ سوم پردہ اور اسکی آیات

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ

اور مسلمان عورتون سے کہو کہ اپنی نظرین نیچی رکھین۔

وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

اور اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرین اور اپنی زینت کو ظاہر ہونے دین مگر

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

جو اُن مین سے کھلا رہتا ہے۔ اور اپنے سینون پر دوپٹون کے بُکل مارے رہین

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ

اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دین۔ مگر اپنے شوہرون پر یا اپنے باپ پر

اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

یا اپنے خاوند کے باپ پر یا اپنے بیٹون پر یا اپنے شوہر کے بیٹون پر

اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ

یا اپنے بھائیون پر یا اپنے بھتیجون پر یا اپنے بھانجون پر

اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ

یا اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر یا خدمتون پر کہ مرد (تو) ہین

غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ

(مگر عورتون سے) غرض نہین رکھتے۔ یا لڑکون پر جو عورتون کے

لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ

پردہ سے آگاہ نہین۔ اور اپنے پاؤن ایسے زور سے

بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ

نہ رکھین کہ اُنکے اندرونی زیور کی خبر ہو۔

تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اور مسلمانون! تم سب اللہ کی جناب مین توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت کے اوپر مردونکو حکم دیا جا چکا ہے کہ اپنی نگاہین نیچی رکھو اور حفاظت کرو اپنی شرمگاہون کی۔ اُسکے بعد واو عطف کا لاکر عورات کو حکم دیا گیا ہے۔ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ جلشانہ نے انسان کو شرف

المخلوقات بنایا ہے اور یہہ مسئلہ مسلمہ ہے جسکا اقرار جمیع اہل مذاہب و حکماء کو ہے۔ چونکہ اس سے نظام عالم متعلق کرنا تھا اور وہ کام لینے تھے جس سے زمین اور آسمان نے انکار کیا تھا لہذا اسکو وہ تعلیم بھی دینی ضرور تھی جس سے انکا شرف ظاہر ہو اور متعلقہ کاموں کی اُسمین صلاحیت پیدا ہو۔ منجملہ اور کاموں کے ظاہری ایک کام یہہ ہے۔ کہ دیگر حیوانات سے چند دنیوی کام متعلق کئے گئے ہین اور اسکے ذمہ تمام تر دنیوی معاش اور نظام عالم اور نیز معاد کا بوجھ رکھدیا گیا۔ لہذا دیگر حیوانات ہر طرح آزاد کردئے گئے۔ اکل و شرب و جماع وغیرہ مین۔ اور انسان کو چونکہ اشرف بنایا گیا تھا اور شرافت مقتضی امتیاز بھی اسلئے اسکو پابند اکل و شرب و جماع مین کیا گیا۔ تاکہ اکل حلال سے جسم مین خون لطیف پیدا ہو اور اُس سے مادۂ شرافت اور جسطرح عام حیوان آزادی سے باہمن غیر کی ماداؤن پر چڑھ بیٹھتے ہین اور اُس سے اولاد نطفۂ ناتحقیق اور بداصل پیدا ہوتی ہے جو منافی شرافت ہے۔ بنی نوع انسان اس سے ممتاز رہے۔ اس لئے حرام حلال مباح وغیرہ احکام کے قیود انپر ڈالے گئے۔

اب ان تین قیدون کو یاد رکھنا چاہیئے اور اسکی مختصر شرح بھی سنلینی چاہیئے حرام وہ ہے کہ جس کا ارتکاب اکلاً و شرباً و فعلاً سخت ممنوع ہے یعنی جرم

کی حد تک پہونچتا ہے۔ اور اسمین پھر مدارج بھی ہین بلحاظ سنگینی اور
اور خفت کے اور اسپر دلیری اور اصرار اور بیخوفی بغاوت کی حد تک پہونچتی ہے۔
جسکا نام کفر اور طغیان ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اور اسکی ضد حلال
جسمین کسیطرح کا اندیشہ نہین اُسکے ارتکاب مین کوئی خوف نہین۔ اسمین بھی
مدارج ہین۔ بعض کا اکثار باعث مزید ثواب بھی ہے۔ ان دونون مین حد فاصل
مباح ہے۔ جسکی ایک حد حرام سے ملی ہوئی ہے۔ اور دوسری حد حلال سے۔
اسکے واسطے مختار قول یہہ ہے کہ وقت ضرورت شدید یا کسی غیر شدید ضرورت
مین بھی اگر ارتکاب ہو جائے، تو موجب گناہ نہین۔ اسی کا نام یُسر یعنی آسانی
جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بس حلال کی حد تک قایم رہنے کا نام تقویٰ ہے
کیونکہ مباح جسکی ایک حد حرام سے ملی ہوئی ہے مشتبہ حالت رکھتا ہے اور
ایسی حالت سے بچنا اولیٰ ہے۔ اور حلال سے تجاوز کرکے مباح تک بھی
آنا داخل فتویٰ ہے۔ کیونکہ اُسکی ممانعت یُسر کے خلاف ہے۔ اور حکم مین
تنگی باعث تکلیف ہے۔ احتیاطاً اگرچہ بعید ہے لیکن حکم مین داخل نہین اسلئے
چونکہ اللہ جلشانہ نے مومنین اور مومنات کو زیادہ تر پاک اور اشرف
بنانا تھا اکرقول کریم الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت

علیکم نعمتی کو ظاہری نعماء سے بھی پورا کر دکھائے۔ لہذا ان
آیات کریمہ مین صرف مومنین اور مومنات کے طرف خطاب فرمایا۔ پہلے حکم دیا
مردون کو کہ اپنی نگاہین نیچی رکھو۔ پھر عورتون کو کہ تم بھی اپنی نگاہین نیچی
رکھو۔ اسمین مصلحت یہہ تھی کہ نہ مرد اجنبیہ عورت کے طرف دیکھے نہ عورت
غیر مرد کے طرف [۱] کیونکہ باعث ہیجان مادہ شہوانی زیادہ تر نگاہ ہے اور اسمین
ایک کشش ایسی رکھی گئی ہے کہ جب دیر تک نگاہ لڑائی جائے تو وہ چیز
جسپر نگاہ کی گئی ہے یعنی منظور کچھہ مقید اور مغلوب اور معمول سا ہو جاتا ہے
جسکی پوری شہادت بلی اور شیر وغیرہ جانورون شکار کو گھورنا اور بعد تاک
لگانیکے جھپٹکر پکڑ لینا۔ اور مسمریزم کا عمل موجود ہے۔ حق یہہ ہے کہ نگاہ جادو
سحر ہے۔ تیر ہے۔ سنان ہے۔ دیکھئے شعرا نے ہر زبان مین اسکو
کیا کیا کہا ہے۔ اور جو کچھہ کہا ہے سب بجا ہے۔ تجربہ کار خود اسکو جانتے

---

[۱] واضح ہو کہ یہہ حکم لفظ من تبعیضیہ کے ساتھہ بعض کے نزدیک ہوا ہے جیسا کہ تفسیر
سراج المنیر وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جلالین اور اسکے حاشیہ کمالین وغیرہ سے پایا جاتا ہے کہ من صلہ کلام
یا زاید ہے بہرکیف نگاہ سے وہ نگاہ مراد ہے جو عورت اجنبیہ کیطرف عمداً ہو۔ کیونکہ ایسی نگاہ حرام ہوگی ورنہ
ہر وقت ہر نگاہ کا نیچے رکھنا ممکن نہ تھا۔ اور انجام کاروبار دنیوی کا ہارج

ہین۔ سمجھتے ہین۔ جنپر خود نہین گذری ہے۔ اُنھون نے بھی کہین نہ
کہین تیر نگاہ کا بسمل دیکھا ہی ہوگا۔ یہی آنکھ کمبخت دلکو چاہ مین ڈالتی ہے
کنوئین جھکاتی ہے۔ سچ کہا ہے سے ہ تاکا جسے بسمل کیا دیکھا جسے مارا
اُس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے ہی آنکھ + شاید آپنے ہزارون آنکھون والونکا
قصہ عشق سنا ہوگا اور بہتون کو خراب اور تباہ اور دل کلیجہ تھامے پھرتے دیکھا
ہوگا۔ لیکن کسی اندھے کو نہ دیکھا ہوگا کہ وہ کسی حسین عورت کا عاشق ہو۔ غرض
اس بیان سے یہہ ہے کہ قرآن مجید کی ایک لفظ کی تعلیم کو دیکھئے سبحان اللہ
کیا جامعیت ہے۔ آگے نہ جائے اسی مقام پر پردہ کی اَولَویّت کا استخراج
بھی ہوتا ہے۔ یعنی منشاء یَغُضُّوا اور یَغْضُضْنَ کا یہہ نکلتا ہے۔ کہ نہ مرد اجنبیہ
عورت کے طرف دیکھے اور نہ عورت اجنبی مرد کے طرف تو یہہ منشاء نہی الٰہی کا کامل
اُسیوقت ادا ہوگا جب عورات پردہ سے باہر نہ نکلین نہ نکلین نہ اپنے آپ کو
مردون کو دکھائین۔ نہ خود مردونکو دیکھین۔ گویا بنیاد فتنہ ہی کھود ڈالی گئی۔
بلکہ اسی لفظ سے علانیہ نکلنا تو ایک طرف تاکنا جھانکنا بھی جھروکون اور کھڑکیون
اور دروازون سے ممنوع ہوگیا۔ اور عمدہ طریق عمل ہر کام مین یہی ہے کہ
حتی الوسع اَولَویّت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ اسواسطے کہ سب سے اعلیٰ درجہ

یہی رکھا گیا ہے اور اِس درجہ کا عمل کرنیوالا کبھی عُقلاء و حکماء کے نزدیک مطعون نہین سمجھا جا سکتا۔ اگر حُمقا طعن کرین تو کیا کرین آفتاب پر خاک ڈالا کرین اُنہین کے چشم سر کا زیان ہے۔ اسکے بعد حفاظت فروج یعنی شرمگاہ[له] کا حکم دیا گیا۔ یہہ ضرورت اسوجہہ سے داعی ہوئی کہ شرافت کامل قائم رہے۔ دنیوی زینت کی دو چیزین رکھی گئی ہین۔ جسکی شہادت اس آیۂ کریمہ سے نکلتی ہے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ پس ضرور ہوا کہ دو زینۃ طیبہ اور مال طاہر مومنین کو عنایت ہو۔ مال کے لئے دیگر مقام پر احکام فرمائے گئے ہین و زینۃ طیبہ کے تدابیر اور فسادات سے بچنے کی ترکیبین بیان فرمائی گئی ہین یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اہل اسلام مین صحیح النسب یعنی حلالی اولاد کا ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ انکے ہان میراث کے احکام بہی بہت تشریح سے خود کتاب اللہ مین موجود ہین۔ چنانچہ طلاق کے بعد عدت تین حیض کی اور شوہر کے وفات کے بعد چار ماہ دس دنکی اس لئے رکھی گئی ہے۔ جسمین اولاد مشتبہ نہو۔ اور اولاد زنا تحقیق کو ترکہ نہین ملتا۔ اگر یہہ نہ کیا جاتا

له واضح ہو کہ شرمگاہ وہ ہے جسکا چھپانا فرض ہی جسکی صراحت آگے کی گئی ہی۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ نے اسکا ترجمہ ستر لکھا ہے بہرکیف دونو حالتونمین مقصود واحد ہے۱۲ عبد

دنیا کے انتظام میں بہت بڑا امر فساد میں پڑجاتا جس سے بہت بڑے جھگڑے
اور منازعات اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور شرافت کا مادہ جو انسان کو عطا ہوئی ہے
اور مسلمانوں میں ہی مختص ہوئی ہے قائم نہیں رہ سکتی۔ اسلئے ضرور ہوا کہ حفظ فروج جس سے
حفظ نسب ونسل مقصود ہے کیا جائے۔ چونکہ اصل مقصود صرف یہہ تھا کہ نسب
صحیح قایم رہے۔ اور اشتراک زوجہ میں اور اولاد میں باعث نفاق وخون ریزی
باہمی مسلمانان وبرہمی انتظام معاش اور پیچیدگی انفصال خصومات تھا۔
اسلئے یہہ مزید لطف الہی شامل حال فرمایا گیا۔ کہ شاید حکم سابق سے تجاوز
ہو جائے یعنی نگاہیں نیچی نہ رکھ سکیں تو آخر وقت تک حفظ کے حکم کا خیال
رہیگا۔ دوم یہہ کہ اگرچہ مومنین اور مومنات کو نگاہ نیچے رکھنے کا حکم دیا گیا۔
لیکن دیگر مذاہب کے لوگوں پر تو کچھ اسکی تعمیل فرض نہ تھی کہ وہ بھی ان عورتوں
کیطرف نہ دیکھیں یا دوسرے مذہب کی عورتیں مسلمان مردوں کو نہ دیکھیں
چونکہ اس طرف سے بھی فتنہ کا خوف تھا لہذا اس فتنہ سے بھی بچنے کیلئے
حفظ فروج کا مسلمان مردوں اور عورتوں دونوں کو حکم دیا گیا۔ اور اسکے پہلے
زانی اور زانیہ کو سخت سزا کا حکم سنا دیا گیا تھا کہ عدم حفاظت کا نتیجہ یہہ ہے۔
اب دیکھنا چاہیے کہ حفاظت کا حق کیونکر ادا ہو سکتا ہے۔ حفاظت کرنے

سب سے پہلے جو امر ضروری ہے وہ ستر و اخفا ہے۔ عموماً جس چیز کو
محفوظ رکھنا چاہتے ہین اُسکو اُس شخص یا اُس جانور یا اُس چیز سے جو مخل
حفاظت ہے چھپاتے ہین اور بچاتے ہین۔ اور ایسے موقع پر رکھتے ہین
جہان اُنکا قابو اور دسترس نہو۔ اور باینہمہ بھی اُسکو دیکھتے رہتے ہین
اُسپر نگاہبان مقرر کرتے ہین۔ مثلاً کوئی شخص ایک جوڑا مرغ اصیل کا یا ایک
جوڑا عمدہ کبوتر کا یا ایک عمدہ عربی گھوڑے کا جوڑا یا ایک عمدہ شکاری کتے کا
جوڑا۔ اس غرض سے پالے کہ انکی نسل صحیح بلا اشتراک قایم رہے تو آدمی
کیا کچھ اہتمام انکی حفاظت نسل مین کرتا ہوگا۔ مرغی یا کبوتری یا عربی مادیان
یا شکاری اُس کتیا کو کبھی اسطرح آزاد نہ چھوڑ سکیگا کہ اُسپر دوسرے نر کا
دسترس ہو۔ خواہ مخواہ انکو محفوظ جائے مین رکھیگا جہان دوسرے نر کا
گذر نہو یا کوئی شخص جو اس حفاظت کا دشمن ہے وہا ہو نچکر کوئی خرابی
برپا نکرنے پائے۔ بلکہ اگر ایسا کھٹکا ہے تو کوئی نگہبان بھی مقرر کریگا کہ وہ
کسیکو آس پاس بھی نہ آنے دے۔ غرض اللہ جلشانہ نے اس لفظ مین عجیب
عجیب رمز رکھے ہین کہ پوری تعمیل اسکی جیسا کہ مثالون سے ظاہر کردی گئی ہے وہی
اولویت کے ساتھ ہے کہ پردہ اور چشم اغیار سے پوشیدگی رہے۔ دیکھو اس کا ای

خزانہ کا کیا انتظام ہے یا اسکے چورونکی یا ڈاکوؤنکی سخت سزا مین مقررہ ہین اور
اُسکا عمل دارو گیر اور سزا وغیرہ کا جاری ہے جسکے لئے پولیس اور مجسٹریٹ جدا
ستعین ہین لیکن پھر بھی اُسکو محفوظ جگہ مین بطور مخفی رکھا گیا ہے اور پہرہ دار یا
اور محافظین مقرر ہین اور اُنکو یہہ حکم ہے کہ سواے چند ملازمین وغیرہ کے کسی
غیر شخص کو خصوصًا تنہائی مین اور شب کے وقت اِرد گرد بھی نہ پھٹکنے دین
اگر کسی کا رُخ اسطرف دیکھین تو فورًا ٹوکین۔ دوبارہ کے روکنے پر بھی اگر نہ رکے
تو گولی ماردین یعنی قبل اسکے کہ وہ خزانہ کے صندوق تک پہونچے یا مکان
خزانہ کے قفل کو ہاتھ لگائے۔ غرض ان سب مثالون سے یہہ ہے کہ
شرط حفاظت ضرور یہہ ہے کہ شئی محفوظہ کو قبل اسکے کہ اُسپر کسی کو دسترس ہو یا
جرئت اس قسم کی ہو اسطرح محفوظ جاے مین محفوظ طور پر پوشیدہ و زیر حراست
و نگہبانی رکھنا چاہیئے کہ نوبت ہی کسیکے دسترس کی نہ آنے۔ اس موقع پہ بھی
یہہ دیکھنا ضرور ہے کہ دیگر اشیا کی حفاظت سے بہت زیادہ عورت کے لئے حفاظت
درکار ہے کیونکہ جملہ دیگر اشیا مین ایک ہی طرف خواہش اور جذبہ ہوتا ہے۔
مثلًا خزانہ وغیرہ کے طرف صرف چور ڈاکو وغیرہ راغب ہوتے ہین۔ روپیہ خود اپنی
سے کسی کے پاس نہین جانا چاہتا ہے۔ اور نہ جاسکتا ہے۔ مرد اور عورت

مین دونو جانب جوش اور جذب رکھا گیا ہے - اور پھر وہ جوش اور جذب
اس قسم کا ہے کہ جسکی مثال ٹھیک ٹھیک مقناطیس اور آہن مین جو کشش ہے
وہ بھی محتاج ہے قرب اور تقابل ہونیکی - اور جب وہ مقابل سے ہٹا لیجائین
یا کوئی شی حاجب ہو جائے تو کشش بیکار اور رد ہو جاتی ہے - یہان نگاہ
سے تعریف حسن سننے سے یا دیکھنے عورت کی آواز سے زیور کی آواز سے
لباس اور بستر کی خوشبو سے غرض ہر طرح سے ایک قسم کی خواہش مرد کو
پیدا ہوتی ہے - اور علی ہذا عورت کو بھی - جدائی سے اور تیزی ہوتی ہے - اور سالہا
سال صرف ایک نگاہ کے دیکھ لینے سے خیال رہتا ہے اور خیالی تصویر برسون
معلوم نہین کیا کیا بد افعالیان اور عصیان اور واردات کراتا ہے اور یقین
دلاتا ہے - ہر عاقل اس امر کو جان سکتا ہے کہ جب دونو طرف اس بلا کی کشش
دی گئی ہے تو کیا کچھ اسکی حفاظت مین اہتمام درکار ہے - اللہ جل شانہ نے
اپنے کلام پاک کی اس آیت مین ہر ایک لفظ اسی اہتمام مین فرمائی ہے اور اسکی
علاوہ سزا سے زانی اور زانیہ ایسی سخت مقرر فرمائی ہے کہ جس سے ہمتین اور
ارادے بدکارون کے ٹوٹ گئے - اور زیادہ تر اہتمام کی ضرورت عورتون سے ہی
متعلق تھی کیونکہ مردون کو بہت سے کام دنیوی اور قتال اور جہاد کرنے پڑتے

ہین لہذا اُنکے نسبت صرف اسقدر حکم دیا گیا کہ ستر عورت زیر ناف سے گھٹنون سمیت فرض کیا گیا۔ اور انکا کشف سواے اپنی زوجہ کے ممنوع ہوا۔ اور نگاہین نیچی رکھنی اور حفظ فروج کا ارشاد ہوا۔ لیکن عورات کہ بموجب ارشاد خداوندی لِیَسْکُنُ اِلَیْھَا یعنی تسکین مرد کے لیئے بنائی گئی ہین۔ اور انکو تمام سامان بھی مردون کے تسکین کے دیئے گئے۔ یعنی حسن وجمال دلبری ناز وکرشمہ۔ ذاتی خوبیون کے سوا بالائی بھی تمام زینتین زیور اور لباس رنگین وحریر واطلس اور مسی اور مہندی وغیرہ سب انکو معاف ہوئین اور یہہ سب دام بلا مردون کے لئے تھین۔ جس سے مردون کو اغماض بصر و حفظ فروج ممکن نہ تھا۔ لہذا اُنکے لئے زیادہ روک ٹوک کی ضرورت واقع ہوئی۔ اور ظاہر ہو کہ انکے زیادہ بچانیکی ضرورت ہی تھی کیونکہ انکے بگاڑ نسب کا بگاڑ ہے اور مرد کا بگڑنا صرف تخم کا ضایع کرنا ہے۔ اسلئے اُنکا تمام جسم عورت کیا گیا جسکی معنی لغت کی روسے شرم کی جگہ و پنہان کردنی ہے۔ یعنی موئے سر سے لیکر تا ناخن پا۔ لیکن چونکہ اسمین ایک قسم کی سختی تھی لہذا بنظر تیسیر اتنی اجازت دی گئی کہ کف و پشت دست اور انگلیان اور چہرہ کا چھپانا فرض نہین کیا گیا جسکے مستثنی یہہ ہوسکے کہ بحکم ضرورت اگر انمین سے کام کاج کے لئے کچھ کھل جائے تو

مضایقہ نہین۔ اگرچہ یہہ بھی کسیقدر مانع حفاظت کاملہ اور باعث ہیجان مرد ہوسکتا ہے مگر یہہ بھی خیال کرنیکے قابل ہے کہ اگر اسقدر بھی اجازت نہ دیجاتی تو ہر عورت جسکے پاس کوئی خادمہ یا محرم مرد نہوتا نہایت سختی مین پڑجاتی اپنے ذاتی اور دنیوی حوائج ادا نکرسکتی۔ اور یہہ اُس تقسیم کی رو سے جو حلال حرام و مباح مین بیان ہو چکی ہے۔ مباح کے حکم مین داخل ہے جس سے احتیاط اولی ہے۔ اسکے آگے ارشاد ہوا ہے وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ یعنی اپنے زینتون کو ظاہر نہ ہونے دین۔ یہہ بھی ایک بڑی تدبیر حفاظت سے کیونکہ زینت ایک بڑا مقدمہ ہیجان مادۂ شہوانی ناظرین کا ہے۔ اور جب اس سے ہیجان پیدا ہوا تو فسادات کا قوی احتمال ہے لہذا یہہ نہی خاص جسکی سخت ضرورت تھی فرمائی گئی۔ گویا فتنہ کے قریب ہی نجاؤ۔ واضح ہو کہ یہہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ عورت کو اپنا تمام جسم چھپاتا ہوئے ستر سمیت فرض ہے۔ باستثناء گھٹنون سے ہاتھ اور چہرہ کے اُسقدر جتنا کہ نماز مین کھلا رہتا ہے یہانتک کہ اس سے زیادہ اگر کھلجائیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ اور یہہ بھی خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اُس کپڑے سے ستر درست نہین ہے جس سے جسم یا رنگت جسم کی نمودار ہو۔ اس موقع پر لفظ زینت کا فرمایا گیا جو عام ہے

اس مین ہر چیز زینت کی داخل ہو گئی - یعنی لباس عمدہ قیمتی از قبیل حریر وغیرہ
اور زیور اور رنگ اور خوشبو اور مہندی اور سرمہ اور کنگھی چوٹی اور جسم کی کھچاوٹ
اور چھب اور کمر کی نازکی وغیرہ کیونکہ اِن جملہ زینتون سے اور جو کچھ اسکے سوا ہو سب
عورتون کے لئے جایز رکھی گئی ہے کوئی ممنون نہین ہے - پھر اِسکا نتیجہ
یہہ ہے ساتر لباس کا پہننا تو فرض ہے لیکن یہہ ممنوع نہین ہے کہ
اُسمین تحسین اور زینت بھی تراش خراش پاکیزگی عمدگی اور بیش بہا ہونے سے
نکالی جائے جس سے جسم خوبصورت اور سڈول معلوم ہو اور زیور وغیرہ سولہون
سنگار سے آراستہ ہونا بھی منع نہین ہے - لیکن آرایشات کا ظاہر
کرنا یا ظاہر ہونے دینا ممنوع ہوا ہے - کیونکہ عورت تو خود ہی ایک ایسی
چیز بنائی گئی ہے جو سخت کشش اور ہیجان کا باعث ہے اُسپر یہہ سامان بھی
بقول شخصے سمندِ حسن کو اک اور تازیانہ ہوا - اُسکو دئے گئے تھے - تو زینتونکے
اظہار مین اُس فتنہ سے بچنا مومنین کو جس سے بچانا مقصود تھا - اور وہ حفاظت
جس کا حکم پہلے دیا گیا ہے سخت دشوار تھا - اسلئے اسکی روک فرمائی گئی -
مصنف صاحب رسالہ حقوق نسوان نے زینت کے جو معنی اندرونی حسن یا
جسم کے لئے ہین یہہ درست نہین مین - حسن تو وہ ہے جو خدا داد ہو کیونکہ یہہ لفظ خود لازمی ہے

اور زینت کی ہندی سنگار ہے۔ اور فارسی آرایش چنانچہ مولانا شاہ حضرت عبد القادر صاحب دہلوی قدس سرہ نے اسکا ترجمہ سنگار ہی لکھا ہے۔ اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے بناؤ اور حسن کو جب متعدی کر کے اس زینت کے معنی مین استعمال کرتے ہین تو باب افعال یا تفعیل مین لیکر یعنی احسان و تحسین معزز مصنف نے اپنا مطلب نکالنے کے لئے نئے پہلو دار معنی نکال لئے ہین۔ جس مین یوروپین لیڈیونکی طرح چست اور آرایشی لباس سے حسن ڈھلا ہوا جسم بھی کھنچا ہوا اور پیر ذال بھی جوان معلوم ہوتی ہے باہر نکلنا جائز ہو جاوے کیونکہ اندرونی حسن تو لباس مین چھپ جاتا ہے علاوہ اسکے دوسری جگہہ جہان ان عورتون کے نسبت حکم دیا گیا ہے جو نکاح سے ناامید ہو مین۔ یہہ فرمایا ہے اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَۃٍ یا اسی آیت مین جہان ارشاد ہوا ہے وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِھِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِھِنَّ حضرت مصنف کے زعم کے موافق حسن کے معنی کیونکر ہو سکینگے۔ پھر کیف زینت اور آرایش حسن خداداد کے سوا دوسری چیز ہے۔ زنانی پوشاک آرایش کے مثل پاجامہ اور چھوٹے کپڑے جس مین گوٹہ لچکہ پٹہ بنت ٹانکا گیا ہو یا دیگر دستکاری کٹاؤ وغیرہ کا کام ہو یہہ سب

زینت مین داخل ہے جو اسوقت مین سہاگنین یعنی شوہردار عورتین پہنتی
ہین۔ اور کنواری لڑکیان جب بلوغ کے قریب پہونچتی ہین یا بیوہ عورتین
انکو پہن نہین سکتی ہین۔ اور قران مجید مین بھی اُن بیواؤنکو جنکو ناامیدی
نکاح سے ہوچکی ہے اُنکے اُتار ڈالنے کا حکم ہوا ہے۔ اسمین بحث
کرنا سواے نادانون کے کسی ذی علم کا کام نہین ہے۔ اس عام ممانعت
کے بعد استثنا فرمایا جاتا ہے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا یعنی مگر جو اسمین سے کھلا ہوا
ہو ہی ظاہر ہے یعنی انہین اعضا مین جنکا ستر فرض نہین ہے کھلے رہتے ہین
اگر کچھ اسباب زینت مین مثل انگوٹھی چھلے یا مہندی کے رنگ وغیرہ کے کام
کاج کی ضرورت یا کسی متاع کے لینے دینے کے وقت ظاہر ہوجاے تو مضایقہ
نہین ہے۔ جو پوشاک جو اسوقت رائج ہے جسمین صرف زینت یعنی تحسین ہے
اور ستر کا لحاظ نہین ہے بالکل قابل الترک ہے کیونکہ باریک ململ اور کریب اور
جالی جو شوقین عورتین بلحاظ زینت پہنتی ہین جس سے جسم یا جسم کا
رنگ نمایان ہوتا ہے یا اونچی کرتیان وغیرہ جو جسم کے اُن حدود کو نہین چھپاتی
ہین جنکا چھپانا فرض ہے بالکل خلاف حکم ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دوپٹا
ناقص حالت مین ہے۔ کچھ اور زیادتی ہونی چاہیے ولیضربن بخمرهن

علیٰ جیوبھن اور اپنے دوپٹے اپنے سینون پر ڈالے رہین - یہہ خاص حکم انکو
علاوہ دیگر لباس ساتر و آرایش کے اپنے سینون پر دوپٹے ڈالے رہین جس سے گلا اور کرتہ
گریبان اور سینہ سب بند رہیگا - اسلئے کہ سینے وغیرہ پر نگاہ ڈالنے سے مردون کو زیادہ
ہیجان ہوتا ہے - اگرچہ سینہ وغیرہ زنانہ چھوٹے کپڑون سے یا کرتون سے
بند بھی ہون - لیکن پھر بھی اُبھار اُسکا اوپر سے معلوم ہوتا ہے - اسلئے بطور
مزید احتیاط اور مزید حفاظت فتنہ خاص اُس اُبھار کو بھی چھپانیکا حکم ہوا - اسکے یہہ
معنی نہین ہین کہ باریک ململ یا کریب یا جالی وغیرہ کا دوپٹہ اوڑھ لیا جائے بلکہ
سنگین کپڑیکا دوپٹہ ہونا چاہئے - جس سے اس حکم کی تعمیل ہو - یہہ نقص بھی پوشاک
عالیہ مروجہ مین قابل اصلاح ہے - بعدہ فرمایا جاتا ہے لا یبدین زینتھن الا لبعولتھن
یعنی ظاہر ہونے دین اپنے سنگار کو مگر اپنے شوہرون پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر
کے باپ پر یا اپنے بیٹون پر یا اپنے شوہر کے بیٹون پر یا اپنے بھائیون پر یا بھتیجون
یا بھانجون پر - ان سب سے حقیقی مراد ہین - اور رضاعی بھی حکم حقیقی مین داخل ہین
لیکن رسم متعارفہ مین کوئی رشتہ کیون نہو خالہ زاد بھائی پھوپھی زاد ماموں زاد
وغیرہ سب کے سامنے آنا جایز رکھا گیا ہے - یہہ بہت بڑا نقص ہے اور ضرور خلاف
حکم خدا ہے - اور حفاظت مطلوبہ اور طہارت قلوب مین فرق ڈالتا ہے کیسا ن

ہین ہمارے وہ مسلمان بھائی جو نئی تعلیم کے بدولت یا یون کہیئے کہ تقلید اہل
یورپ اس ناقص پردہ کو جو اہل اسلام مین مروج ہے عورتون پر ظلم اہل اسلام
سمجھتے ہین ۔ اور منشاء حکم الٰہی بآواز بلند پکار رہا ہے مصرعہ ہان تجھکو میرے سر کی قسم تو اور زیادہ
اسکے بعد حکم ہوا ہے یا اپنی عورتون پر یعنی غیر عورتون پر بھی زینت ظاہر نکرو۔ قربان
اس حفاظت کے کہ کوئی پہلو حفاظت کا نہین چھوڑا گیا غیر عورات سے ایک تو
یہہ کھٹکا ہوتا ہے کہ وہ حسن اور زینت کو دیکھکر دوسرون سے یعنی اپنے عزیزون سے
یا اپنے شوہرون سے ذکر کرینگی ۔ جسمین بھی بقول مشہور ؎ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد + ایک فتنہ کا اندیشہ تھا ۔ یا خود یہہ کسی وقت کسیکا
پیام لائینگی ۔ اور کٹناپا کرینگی ۔ یا اُسکی صحبت مین کسی بدکاری و بدفعلی کا شوق
پیدا ہوگا ۔ لہٰذا اس سے بھی منع فرمایا گیا ۔ اب لیجیئے آپ تو باہر بازارون مین آزاد پھرنے
کے لیئے راستہ ڈہونڈتی تھی یہان غیر عورتون کے سامنے آنے سے منع کیا گیا ۔
اُس حیثیت اور لباس سے جس مین سے بعض اپنے حقیقی مرد عزیزون کے
سامنے آنا جائز رکھا گیا ہے ۔ یا اپنے ہاتھہ کے مال پر ۔ اسمین بھی بعض مفسرین
و فقہا نے قسم مذکور کے نسبت انکار کیا ہے ۔ اور علی ہذا ۔ اَوِ التّٰبِعِیْنَ
غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ یعنی وہ خدمتی جو مرد تو ہین لیکن عورتونسے

غرض نہین رکھتے - اس وجہ سے کہ انکو خواہش تو ہوتی ہے اگرچہ قادر نہون
بہرحال اسکو داخل ستر سمجھا گیا ہے جس سے احتیاط اولی ہے - اُنکے مقابل
حکم ہوا ہے یا ایسے لڑکون پر جو عورتون کے بھید سے آگاہ نہین ہین یعنی
شہوت کی عمر کو نہین پہونچے ہین - اس موقع پر نزاکت کلام زبانی قابل
غور ہے کہ بہنوئی کے روبرو اظہار زینت کا حکم نہین دیا یعنی سامنے آنا جائز
نہین رکھا - حالانکہ جب تک ایک بہن نکاح مین ہے دوسری محرمات مین
داخل ہے اسمین مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ بھی باب فتنہ بند کیا گیا ہے
کیونکہ ممکن تھا کہ سالی اور بہنوئی مین نظربازی کے بعد صلاح ہو جاتی کہ موجودہ
زوجہ کو طلاق دیکر نکاح کرلیا جائے - اب ارشاد ہوتا ہے کہ اس انداز سے اپنے
پاوٴن زمین مین نہ رکھین کہ جن زیور کو چھپاتے ہین وہ جان لیا جائے -
یعنی پاؤن کے زیور جو مثل چھڑون اور پازیبون اور خلخال وغیرہ کے ہوتی ہین
انکی آواز نہونے پائے - اب اسجگہہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو
چیزونکو عورت کے جسم یا زینت سے داخل عورت یعنی چھپانیکی چیز مین داخل
نہین کیا گیا ہے محض ستر کے وجہہ سے کیونکہ خود عورت کی آواز داخل عورت
یعنی چھپانیوالی چیز مین داخل نہین ہے - لیکن اس آیت مین پاؤن کے

زیور کے ساتھ اُسکی آواز کو بھی چھپانیکا حکم ہوا ہے یہہ دلیل ہے اس امر کی کہ
اُس حکم کے دینے مین تنگی اور سختی تھی اور بہت سے کاروبار دنیوی و حوائج
بشری مین عورت کو سخت مجبوری ہوتی۔ اور اسمین وہ نہین ہے ممکن ہے کہ
آہستہ آہستہ چلین جب کسی ضرورت سے غیر محرم کے سامنے چلنے کا اتفاق ہو
اور یہہ بھی ممکن ہے کہ پاؤنکا وہ زیور جو آواز دیتا ہو اُتار کے رکھدین۔ جسکے سامنے
زینت کا دکھانا منع نہین ہے اُنکے سامنے پہنین۔ یہہ آیت سورہ نور مین
واقع ہے۔ بعد قصہ افک و برات جناب عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے
اور خود قصہ قذف جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بعد نزول آیہ حجاب واقع ہوا ہے
چنانچہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود بیان فرماتی ہین کہ آیہ حجاب کے نزول کے بعد ہمارے
واسطے ہودج بنایا جاتا تھا چونکہ مین اُس زمانہ مین سبک اور ہلکی بہت تھی لہذا
ہودج اُٹھانے والون کو اسکی تمیز نہو سکی کہ مین ہودج کے اندر ہون یا نہین
اور بعد اس قصہ لو بہتان عظیم کے اسکی ضرورت بھی تھی ہر چند اکثر مسلمانون کو اس سے
آگہی ہوگی لیکن اس موقع پر کچھہ مختصر افک کا حال بھی بیان کردینا ضروری ہی ہر چند کہ
ظاہر مین ناگوار معلوم ہوتا ہی لیکن جب خدا نے خود فرمایا ہی لا تحسبوہ شرا لکم
بل ھو خیر لکم تو اس موقع پر مین بھی بہ نیت خیر عرض کرتا ہون۔ ایک

سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت جنابہ صدیقہ رض بھی تھین ہمیشہ کے
معمول کے موافق کچھ رات رہے سے کوچ ہوتا تھا اور ایک صحابی منجملہ صحابہ رضوان
اللہ علیہم اجمعین جو امانت اور دیانت مین کامل تھے اور اُنکا نام صفوان بن معطل تھا
ہمیشہ پیچھے چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ کہ بھولا بسرا سامان اگر کچھ رہجاتا تھا۔ تو وہ دن نکلے
دیکھکر اُٹھا لاتے تھے اور صاحب مال کے سپرد کر دیتے تھے۔ اس مرتبہ یہہ اتفاق پیش
آیا کہ حضرت عایشہ صدیقہ رض رفع حاجت کی غرض سے تنہا میدان مین تشریف لیگئین
اور بعد فراغت واپس آئین جب فرودگاہ پر پہونچ گئین تب معلوم ہوا کہ اُنکے گلے کا ہار جو از قسم
زیور تھا گر گیا ہے آپ اُسکی تلاش مین پھر اُس موقع کے طرف چلین اور گم شدہ ہار کو پایا بھی
لیکن جب فرودگاہ پر پہونچین تو کوچ ہو چکا تھا تنہا نہ جا سکین وہین بیٹھ رہین نیند کے
غلبہ سے سو رہین آخر صبح نمودار ہوئی۔ حضرت صفوان بن معطل رض یعنی وہی صحابی جو بھولی
بسری چیزین لیکر جاتے تھے سب طرف دیکھتے بھالتے پہونچے تو دیکھا کہ ایک عورت
اپنے کپڑون مین لپٹی ہوئی سو رہی ہے۔ اُن بزرگ نے دور سے یعنی الگ کھڑے
ہو کر آواز دی کہ کون ہے۔ جنابہ صدیقہ رض چونکین اور فرمایا کہ مین ہون عایشہ تب اُن
بزرگ مرد نے استرجاع کی یعنی آیت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
پڑھی۔ اور قصہ پوچھا جنابہ صدیقہ رض نے بیان فرمایا۔ تب اُن بزرگ نے اپنے اونٹ

پر صدیقہؓ کو سوار کر لیا اور آپ پیادہ پا مہار شتر پکڑ کر آگے آگے روانہ ہوئے۔
اسی قطع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اور
صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہونچا دیا۔ منافقین کو جو یہہ موقع ملا تو انہوں نے
بے بنیاد بہتان عظیم اٹھایا۔ اور کیا کیا حاشیے چڑھائے۔ اسمین آنحضرت
بعض صحابہ اجل بھی شریک ہو گئے تھے مثلاً مسطح رضی اللہ عنہ کہ بدری تھے
اور حسان رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ اس ذلت مین پھنسے غرض لشکر اسلام مین ایک
غلغلۂ عظیم برپا ہوا۔ اور جملہ مسلمانان اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تشویش
اور رنج تھا۔ مختصر یہہ کہ آیات برات حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شان مین نازل
ہوئین۔ اور بہتان عظیم برپا کرنیوالون پر حد افترا یعنی اسی تازیانہ لگائے گئے
اور ایسی تہمت لگانے والونکی نسبت یہہ حکم ہوا کہ جب تک چار شہادتین لا انمین
دعوی قابل قبول نہوگا۔ حد افترا جدا لگائے جائینگے۔ اور ہمیشہ کے لئے انکی
شہادت جدا قبول نہوگی۔ کہ عند اللہ وہ کاذب ہین۔ اس قصہ کو اللہ نے کئی
وجہ سے خیر لکم فرمایا اوّل تو خدا کی گواہی سے حضرت صدیقہؓ کا فضل اور طہارت
بہت زیادہ ہو گیا۔ دوم قواعد نساء اسی ضمن مین ارشاد ہوئی۔ سوم آیندہ
کے لئے ایسے مفتریون کی سرکوبی اور ذلیل اور ساقط الشہادہ ہو جانے

گویا باب افترا بند ہو گیا۔ چہارم یہہ قصہ بھی گویا ہماری تعلیم کے واسطے
تھا کہ ہم چشم عبرت علت افک کو دیکھیں کہ کیا تھی۔ اور مسلمان عورتیں آیندہ ایسے
مواقع سے بچتی رہیں۔ اور مسلمان مرد اس موقع ہی کو اپنی عورتوں کے نسبت
نہ آنے دیں۔ علت افک اسکے سوا کیا تھی۔ کہ اتفاق سے حضرت صدیقہ رضہا
تنہا چھوٹ گئیں تھیں کہ وہ ایک بزرگ اور امین صحابی کے ساتھہ پیچھے سے لشکر
میں پہونچیں اور روایت میں یہہ بھی آیا ہے کہ وہ صحابی عورت پر قادر نہ تھے۔
اتنی ہی بات پر منافقین کو موقع ملا۔ بھائی مسلمانو ذرا غور سے دیکھو کہ حضرت
ام المومنین صدیقہ رض کی ایسی بیوی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص محبوبہ اور
سب سے پیاری تھیں اور جنکی طہارت کی گواہی اللہ پاک نے خود ادا فرمائی اور
اور ایسے امین صحابی رض کے ساتھہ زبان منافقین خَذَلَهُمُ اللّٰه سے متہم ہوئیں
جسکی نہ کوئی اصلیت ہو سکتی ہے اور نہ گمان اور خدا کی شہادت سے برات ہوئی
اسپر بھی مخالفین مذہب اسلام اپنے تصانیف میں کیا کیا زہر اگلتے ہیں اور خرافات
بکتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس برات کے بھی قائل نہیں ہیں۔
تو ہمکو خیال کرنا چاہیے کہ ہماری عورتیں جو صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈیوں سے
بھی بہت کم رتبہ ہیں اور ہمارے وقت کے مرد جو اکثر انتہا درجہ کے فاسق معلن اور

زانی اور تبہ کار ہین اور جنیر کچھ خوف حدِ زنا یا حد افترا کا بھی فی زمانہ نہین ہی بحالت
آزادی اور بازار مین نکلنے کے کیسے اس آفت سے بچ سکتی ہین۔ اگر کوئی عورت
زنا سے بچی بھی تو بہتان سے بچنا محال ہے۔ اور جب اس قسم کا بہتان لگایا گیا
تو نہ خدا برات کی گواہی دیگا۔ نہ برات کسطرح ممکن ہے۔ کون کہنے والونکی
زبان بند کریگا۔ کون بغیر شہادت اربعہ کے اسکو بہتان سمجھیگا۔ کون حدقذف
مفتریون کو لگا سکیگا۔ سوا منہ کالا کر کے نکل جانیکے یا خودکشی کر لینے کے چارہ
کار کیا ہے۔ اگر زیادہ جرأت کر گذرے مفتری یا زانیہ اور زانی ہین سے کسی
ایک کو مار ڈالا تو اسکا انجام بھی وہی ہے۔ اس زمانہ مین جو لوگ پردہ کے
بارہ مین بحث کر رہے ہین باوجودیکہ وہ خود آنکھ سے دیکھ رہے ہین کہ فلان کی
عورت فلان سے یا خود بیمسے اٹکی ہوئی ہے اور فلان فلان کے ساتھ بدنام ہو رہی
ہے۔ وہ خود نہین قیاس کرتے کہ انکی عورتین جب باہر بے پردہ آزاد پھر ینگی
تو کیا وہ اسیطرح کسیکے پاس نہ جاینگی۔ ہرگز نہین۔ شاید کوئی عفیفہ
عورت ایسی ہوگی جو غیر مرد سے خلا و ملا رکھے۔ اور دو نوجوان بھی ہون اور
شراب وغیرہ کے نشہ کا بھی چرچا ہو اور پھر دونو بچے رہین۔ ہمتو صاحب حقوق النسوان
کے اس شبہہ کو دیکھتے ہین جو انہون نے صفحہ ۹۱ مین لکھا ہے کہ ڈولی مین سے

نہین معلوم کون اُترتا ہی گھر کے مرد تو ہٹ جاتے ہین - اور پھر انکی
رائے بگیونمین ہوا خوری کی تو ہمکو اُنکے حواس کا معقول ہونا پڑتا ہے
یا باین شوراشوری یا باین بے نمکی - لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا
کو ہم کیسے بھول سکتے ہین جب حضرت یوسف علیہ السلام کا باوجود
نبی معصوم ہونیکے یہہ حال ہوگیا تو دوسرے کس شمار مین ہین -
فَاعْتَبِرُوْا يَا اُوْلِي الْاَبْصَارِ - ہان یہہ جب ہو سکتا ہے
ہم مین بھی اسقدر (بیحیائی) آئے تو بہ نہی تہذیب آجائے کہ اس فعل
قبیح کو قبیح نہ سمجھین مثل دیگر حیوانات ہوجائین - اگر کوئی کہے کہ کیا سبب
باہر نکلنے والیان فاحشہ ہوجاتی ہین اور زنا کی مرتکب ہوتی ہین اور بے
پردہ والیان محفوظ رہتی ہین - تو اُسکا اول جواب تو یہہ ہی کہ بے پردہ
آزاد پھرنے والیان اکثر خراب ہوجاتی ہین جو کسیقدر بچ رہتی ہین
وہ حقیقی فعل زنا سے - لیکن زنائے چشم مین خود بھی انمین سے اکثر
مبتلا ہوتی ہین اور اپنے دیکھنے والے مردون کو بھی ہیجان دلاکر
مبتلا کرتی ہین - اور اکثر خون ریزیون اور فتنون کی باعث بھی ہوتی ہین -
اور پردہ والیان اکثر محفوظ رہتی ہین - کمتر خراب ہوتی ہین اُسکا باعث

بلکہ پردہ اور حفاظت کیا نقص پیدا کرتا ہے۔ ابھی نیچوں کا دکھنا نامحرموں کے سامنے آنا۔ میلوں ٹھیلوں میں جانا۔ جھروکوں اور کوٹھوں پر سے غیر مردوں کا دیکھنا وغیرہ وغیرہ۔ اگر پوری پوری تعمیل حکم کیجائے تو ممکن ہے کہ یہہ خرابی بھی دفع ہو جائے۔ دوم جواب یہہ کہ کیا ہمیشہ وہ غریب بیمار جنکا علاج اچھا اور پورے طور پر نہیں ہوتا اور بد پرہیزی بھی کرتے جاتے ہیں مر ہی جاتے ہیں۔ اور جن امرا اور بادشاہوں کے علاج میں سخت احتیاط کے ساتھ حاذق اطبا اور ڈاکٹر وغیرہ شاقہ محنت اور پوری توجہ صرف کرتے ہیں اور ہزاروں روپیہ کی دولت خرچ ہوتی ہے تو کیا سب اچھے ہی ہو جاتے ہیں۔ کوئی اُنمیں سے مرتا ہی نہیں۔ اور جب دونو طرح مرنے والے مرتے ہیں تو آپکے مقولہ کے موافق علاج چھوڑ دینا چاہئے۔ یا ماں باپ اپنی اولاد کی تعلیم کرا کے لایق بنایا چاہتے ہیں تو کیا وہ سب لایق ہو جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں کہ تعلیم میں پورے تدابیر کئے گئے لیکن وہ شدت کے بدمعاش اور نکمے ہوئے۔ اور بے تعلیم ہونہار اُنسے اچھے نکلتے ہیں۔ غرض انسان کو صرف کوشش اور تدبیر کا حکم ہے۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ

الا ما سمی - اسکے بعد دوسری آیۃ کی شرح بیان کیجاتی ہے -

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ

ای پیغمبر اپنی بی بیون اور اپنی بیٹیون اور مسلمانون کی عورتون

یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ

سے کہدو کہ اپنی چادرون کے گھونگھٹ نکال لیا کرین - اس سے پہچانی

فَلَا یُؤْذَیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

اور کوئی چھیڑیگا نہین - اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -

یہہ آیت بھی عام ہے ازواج مطہرات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیون اور مومنین کی عورتون کے لئے - اس ایت کے الفاظ خود ہی شہادت دے رہے ہین کہ یہہ حکم قبل نزول آیت حجاب وقرن فی بیوتکن کے آیا تھا - کیونکہ بعد نزول ان دونو آیتون کے پھر ازواج مطہرات کو بھی اس حکم مین شامل کرنیکی ضرورت نہ تھی حکمت کاملہ حکیم مطلق کے قربان کہ اُسنے جو بوجھ رکھا ایکبار نہین رکھدیا کہ جسکا اُٹھانا دشوار اور سخت دشوار ہو جائے - اور تعلیم کا اقتضا بھی یہی ہے کہ جسقدر متعلم کی استعداد بڑھتی جائے اُسقدر مشکلات تعلیم

بھی بڑھائی جائین - اور یہہ ایک ایسا بدیہی مسئلہ ہی جس سے
کوئی جاہل بھی انکار نہین کرسکتا - چنانچہ یہی وجہ ہی کہ دین کامل
اسلام اور کتاب اکمل یعنی قرآن مجید - اور جناب سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم کا جیسا اکمل و مکمل اُستاذ خیر الامم کی تعلیم کے لئے سب
کے آخر مین بہیجا گیا - اس آیت کے نزول سے پہلے مسلمانونکی
عورتین بھی مثل نسا مشرکین جاہلیت بغیر کسی ممتاز لباس کے
باہر نکلتی تھین چونکہ جاہلیت مین سفاح یعنی بیحیائی اور زنا کثرت سی
شایع تھا لہذا یہہ بھی مثل دیگر عورات کے راستے گلی مین ایذا دی
جاتی تھین یعنی چھیڑی جاتی تھین - جاہلیت والے نادانستہ اُنکو
چھیڑتے تھے - اگر یہہ جانتے کہ یہہ مسلمانون کی عورتین ہین تو خوفِ
فساد سے نہ چھیڑتے - اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہہ پہچان بتلائی -
یُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ یعنی اپنی چادرون
کو لپیٹ کر گھونگھٹ نکال لیا کرین - تو پہچانی جائینگی - نہ چھیڑی
جائینگی - اور ستر عورت بھی ہوگا - یہہ ادنی درجہ کا پردہ پہلے تعلیم کیا گیا
تھا بعدہ آیہ حجاب نازل ہوئی - اور پھر وہ آیت سورہ نور کی جسکا ذکر

پہلے بیان کیا جا چکا ہے جس سے یہہ آیت منسوخ العمل ہو گئی -
آیہ حجاب کا ایک جز یہہ ہے کہ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ
مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ -
یعنی تم اپنے نبی کی ازواج سے کوئی چیز مانگنا چاہو تو پردہ کے باہر سے
انکو - یہہ تمہارے قلوب کے لئے اور اُن امہات المومنین کے قلوب کیلیے
مزید طہارت ہے - ہمارے بعض جدید تعلیم یافتہ بھائیون نے اس
آیت مین یہہ بحث شروع کی ہی - کہ یہہ خاص حکم ازواج مطہرات نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے ہے نہ عام - اسمین شک نہین کہ سیاق عبارت
سے خاص ہی حکم پایا جاتا ہے جیسا کہ ہمارے تعلیم یافتہ بھائی سمجھے ہین
لیکن شاید وہ اس معمولی کلیہ سے خبر نہین ہین کہ جس حکم کی علت معلوم
ہو جائے تو وہ حکم گو خاص ہو مگر اُس علت کے کھل جانے سے وہ خاص
نہین رہتا - اسی بے خبری نے سر سید احمد خانصاحب کو اسپر
آمادہ کیا کہ منخنقہ مرغی کو اُنہون نے حلال سمجھ لیا اور لوگون کے
دہوکا دینے کو اُنہون نے آیہ واقع سورہ مائدہ مین بحث لایعنی چھیڑ لی
جہان لفظ وَالْمُنْخَنِقَةُ کا ارشاد ہوا ہے - وہان پر آپ نے نشاۃ

کا لفظ محذوف قرار دیکر صرف شاۃ یعنی بکری منخنقہ کو حرام قرار دیا۔ اول
یہہ امر کہ قران مجید مین ایسا تصرف خودہی ایک بُرا کام ہے۔ دوم خرابی
یہہ ہوئی کہ کیا اور کرنہ جانا جس سے مُبلغ علم فہم کا پتہ ملگیا۔ یعنی بفرض محال
اسے ہم مان بھی لین کہ سید صاحب کا باوجود ترجیح بلا مرجح بھی خیال صحیح
تھا جب بھی تو یہہ اعتراض لازم آتا ہے کہ بکری جو حلال تھی وہ حرام کیون
ہوئی تو اسکا جواب اسکے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ خنق سے گلا گھونٹ کے
مارنے سے تو معلوم ہوا کہ گلا گھونٹ کے مارنا ایک ایسی چیز ہے کہ حلال
جانور کو حرام کردیتی ہے جب یہہ تسلیم کرلیا جائیگا تو لامحالہ خود عقل سلیم اسکو قبول
کریگی کہ ہر جانور گو وہ حلال بھی ہو خنق سے حرام ہوجائیگا۔ شاۃ کی تخصیص نہین
ہوسکتی۔ اور ایسی تاویل صریح غلط ہے۔ اسی طرح اس آیت شریف مین جب علت
بیان فرمادی گئی ذلکم اطہر لقلوبکم وقلوبھن۔ کُم کا خطاب جو ضمیر جمع حاضر سے
تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف اور ھُنّ سے کہ ضمیر جمع غائب کی
ہے اشارہ ہے امہات المومنین یعنی ازواج مطہرات کے طرف۔ اور یہہ دونو
قلوب ہمارے اور ہماری عورتون کے قلوب سے بہت ہی طاہر اور اطہر تھے
جب اُنکی مزید طہارت کے لئے پردہ کی اوٹ سے چیز ملنگنے کا حکم ہوچکا

نتیجہ یہہ ہے کہ دونومین سے کوئی ایک دوسرے کو نہ دیکھے کہ شاید قلوب پر اثر
پڑے - تو ہمارے واسطے اور ہماری عورتون کے لئے اور بھی اسکی ضرورت ہے
کہ یہان قلوب پہلے ہی نجس ہین خصوصًا اُن قلوب کے مقابلہ مین - لہذا ہمکو
اور ہماری عورتون کو اسکی تعمیل اور بھی لازم ہوگئی - اور قلب کا فعل زیادہ تر
قابل گرفت ہے - چنانچہ خود فرمایا - لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي
أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ
اب مین آپ کو دوسرے طور پر سمجھاتا ہون - مثلاً ایک باپ نے یا اُستاد نے اپنے
لڑکے یا شاگرد کو منع کیا کہ تم زید کی صحبت مین نہ بیٹھا کرو یا اُسکے گھر نہ جایا کرو -
یہانتک تو علت ممانعت مخفی ہے - گنجایش ہوسکتی ہے کہ خاص ممانعت ایک ہی شخص کو
خاص زید کے گھر جانے سے یا صحبت مین بیٹھنے سے ہوئی - لیکن جب یہہ بھی
بیان کردیا جائے کہ اُسکے ہان تاڑی و شراب قماربازی وغیرہ بدافعالیون کا
چرچا رہتا ہے - تو علت امتناع معلوم ہوگئی - اب نتیجہ یہہ نکلا کہ صرف زید ہی کی
صحبت اور مکان پر جانا ممنوع نہین ہوا - بلکہ جہان کہین اس قسم کی بدصحبت
ہو وہان بھی جانیکے لئے یہی ممانعت کافی ہے اور پھر کیا اُس باپ کے دوسرے
لڑکون یا اُس اُستاد کے دوسرے شاگرد وہ تھا جنکو اس ممانعت کی اطلاع ہوچکی ہے

پھر سمجھ لینا کافی - اور درست ہو سکیگا - کہ صرف نا اہلان کو پہچانا نصیحت ہوئی
تھی - ہمکو تو نہین ہوئی تھی یا صرف زید کے گھر جانیکی خاص ممانعت تھی
خصوصاً جنکو سعادت مندی مین کچھ حصہ لینا ہو - بڑے تعجب کی بات ہے کہ
تعلیم یافتگی کا دعوی بھی ہے تاہم یہ نہین سمجھا جاتا ہے - کہ ہم ذی علم بھی
ہین - اور جو ہم سمجھے ہین کوئی نہین سمجھا - اسی زعم پر تو اُس امر مین بحث چھیڑی
گئی ہے جسکو تیرہ سو برس سے اہل القرآن نے ابتک عمدہ سمجھا اور اختیار
کیا تھا - پھر ایک شخص نے نہین بلکہ کروڑون بھی اشخاص نے اُن سبکو
بیوقوف اور ایسا بیعلم سمجھ لینا کہ اُنھون نے قرآن مجید کے خلاف پردہ کا
حکم اپنے طرف سے نکالا اور اپنے علم کا یہ حال کہ اتنی موٹی بات بھی نہین
سمجھے جسکا بیان سطور بالا مین کیا گیا - میرے نزدیک جو لوگ اہل اسلام کی عورتون
کے پردہ کو اُٹھانا چاہتے ہین اُنکو اپنے قلوب اور اپنی آنکھون اور اپنی عقلون پر
سے پہلے غفلت کا پردہ اُٹھانیکا علاج کرنا چاہئے -

اب چوتھی آیت بیان ہوتی ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ اسمین تو خاص چار دیواری مین رہنیکا
حکم ہوا ہے یعنی اپنے گھرون مین قرار پکڑو اور نہ دکھاتی پھرو شکل دکھانے

جاہلیت اولی کے۔ اس آیت مین بھی خاص خطاب ازواج مطہرات کیطرف ہے
اور یہہ تخصیص اور بھی مفید ہمارے دعوی کی ہے۔ کئی وجہون سے اول یہہ کہ
ظاہر ہو کہ اس حکم مین ایک سختی ہو جو یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ کے خلاف ہے
اور یہہ سختی جایز نہین ہو سکتی اُسوقت تک کہ یہہ تسلیم نکر لیا جائے کہ ازواج مطہرات
کو اپنے حوائج ضروری مین اسکی احتیاج باقی نہین رہی تھی کہ انکو اپنے گھر سے
باہر نکلنے مین مجبوری اور شدید ضرورت ہو۔ خادم وغیرہ اسقدر تھین کہ ضروری
کام جو گھر سے باہر نکلنے کے بغیر نہو سکتے تھے۔ اُنسے نکل جاتے تھے۔ تو اس سے
نتیجہ یہہ نکلا کہ عام نساء مومنین پر یہہ بوجہ حکم اس وجہ سے نہین رکھا گیا کہ انکی
ضرورتون مین حرج اور تنگی کا باعث ہوگا۔ پھر جہان ایسا نہو یعنی لونڈیان
نوکر چاکر گھر کے محرم مرد سب باہر کے کام انجام دیسکتے ہون وہان اس حکم کی
تعمیل لازمی ہوگی۔ کیونکہ جس علت سے وہ یسر یعنی بضرورت باہر نکلنا جایز رکھا
گیا تھا وہ مرتفع ہے اور مباح امر کو بلا ضرورت اختیار کرنا قریب بحرام پہونچ جاتا ہے
دوم اللہ تعالی نے اپنے نبی کی ازواج کی زیادہ حفاظت فرمائی۔ اور یہہ آیت نازل
فرمائی تو کیا دوسرون کو زیادہ حفاظت اور احتیاط ممنوع اور قبیح ہو جائیگی۔
نہین ہرگز نہین۔ سوم جسطرح ہم مردون کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے اقوال اور افعال کا اتباع سنت اور موجب کثرت ثواب اور باعث عزت کونین
ہو اُسی طرح ہماری عورتون پر بھی اتباع ازواج مطہرات لازم اور اُنکے فخر کا باعث
ہے۔ کیا آپ کو اتنا بھی معلوم نہین۔ سگِ اصحاب کہف روز چند + پئے نیکان گرفت مردم شد
اب آپ انصاف سے ہمارے اس سوال کا جواب دیجئے کہ آپ مسلمانی کا دعویٰ
رکھکے مسلمان عورتون کو ایک عمدہ ترین فعل کی اتباع سے جسکو اللہ جلشانہ نے
اپنے پیارے نبی کی مطہرات ازواج کے لئے بنظر مزید احتیاط و حفاظت تجویز
فرمایا تھا پھیر کر انکو نصاریٰ کی عورتون کے فعل کا متبع بنایا چاہتے ہین مصرعہ
ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا جس سے مقصود آپکا یہہ ہو کہ مسلمان عورتون
کو بھی علانیہ اس سج دھج کے لباس اور آرایش کے ساتھ غیر مردونکے ہمراہ باغون
مین تنہائی مین عام مردانہ جلسون مین آزادانہ پھرنیکی اجازت ہوجائے۔
اسیطرح برہنگی کے لباس کے ساتھ جسمین سینہ وغیرہ سب کھلا ہو۔ بال کے جلسون مین
غیر مردون سے لپٹ کر رقص کرین اسطرح کہ سینہ سے لیکر زانو مردونکے جسم مین وصلی کیطرح چسپان ہو[۵۱]

[۵۱] اس موقع پر اگر کوئی صاحب یہہ اعتراض فرمائین کہ ناواقفی قاعدہ بال سے ایسا
لکھا گیا حالانکہ جسم چسپان ہونا بال کے ناچ مین قاعدہ کے رو سے عیب ہے فقط دونو
کمر پر ایک ایک ہاتھ ڈال لیتے مین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ وہ چشم دیدہ ہے اور جسقدر قاعدہ مین ہے وہ خود کیا کم ہے

اور اہل اسلام بھی اسقدر بیحیا نہین نہین ہوئے مہذب ہو جائین کہ یہ سب
اپنی آنکھون سے دیکھا کرین جیسے یورپ کے تہذیب یافتہ عموماً دیکھتے ہین
اور کچھ پروا نہین کرتے۔ پھر آپکو ہم اس آیت کا مصداق کیون نہ سمجھین
اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنی جو لوگ یہہ چاہتے ہین کہ
فحش شایع ہو مسلمانون مین اُنکے لئے دُکھ کی مار ہے دنیا اور آخرت مین۔
اور آپکو ہم دشمنِ اسلام کیون نہ سمجھین یا کم سے کم نادان دوست۔ اور
مشہور ہے۔ دوستئی بیخرد چون دشمنی است۔ اسپر بھی اگر آپ اپنی اُسی کج رائے
پر اڑے رہین تو ہم آپکو منع نہین کرتے۔ پہلے اپنے اپنے گھر کی عورتون
سے شروع کیجئے۔ جدید تہذیب اختیار فرمانے بعد چندے خود ہی انشاءاللہ
بچھتایئگا ایکدن ہمارا کہنا سامنے آئیگا۔ پمفلٹ بیگم صاحبہ آئے تو بہ لیڈی
صاحبہ کے کارنامہ کا کہین نہ کہین سے چلے گا ابھی ابھی جیسا کہ دیکھ چکے
ہین پھر ناظرین دیکھینگے آپکو تو نہ عبرت ہوئی ہے نہ ہوگی۔ لیکن اور مسلمان
بھائی جنکو اللہ کی اور رسول کی اطاعت کی توفیق دی گئی ہے اُنکے
لئے تازیانہ یا یوں عبرت تازی کی مثل پوری ہوگی لطیفہ صاحب رسالہ حقوق

نسوان نے اپنے رسالہ مین یہہ بھی لکھدیا ہے کہ مسلمانون نے اسکو تو
جایز کرلیا ہے کہ غیر قوم کے عورات کو خود خوب آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھین
لیکن اپنی عورتونکو پردہ مین رکھا ہے کہ کوئی نہ دیکھے۔ اب ہم کہتے ہین کہ اگر
اس رعایت سے یہہ پردہ کے بارہ مین گفتگو ہے کہ عوض دارد گلہ ندارد
غیر قوم والے جنکے عورتونکو پھرا دینے والے دیکھتے ہین اُس قوم
والے انکی عورتونکو بھی دیکھ لین کہ جس سے عاقبت کا مواخذہ کم ہو جایگا
تو مرحبا۔ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔ لیکن اس مین بھی یہہ التزام ضروری
ہے کہ زید کی عورت کو اگر یہہ دیکھین تو زید بھی انکے عورت کو بھی دیکھے کیونکہ
گناہ کا مواخذہ تو شخصی ہوگا نہ قوم سے۔ جب ہم اسباب کو پورے
طور پر ثابت کر چکے ہین کہ پردہ موجودہ ناقص ہے خود قابل بہت اصلاح کے
ہے اور مسلمان عورتون کے لئے اس سے بھی زیادہ پردہ کی ضرورت ہے کہ
اور باہر نکلنا لباس ساتر کے ساتھ جس سے اصلی لباس زینت اور زیورات
اور تمام آرایش چھپی رہے مثل برقع وغیرہ کے اگرچہ بحالت شدید ضرورت
بشرط جایز بھی ہو۔ لیکن اولی یہہ ہے کہ عورت اپنے لباس ساتر کے ساتھ
اپنے گھر مین قرار پکڑے اور اپنے سنگار کو بھی جو گھر کے اندر کیا جاتا ہے

سوا اُن مردون اور عورتون کے جنکی اجازت پہلی آیت مین بیان ہو چکی ہے کسیکو نہ دکھائے۔ پہلے چونکہ ہمارے طرف سے دعوی ہو چکا ہے کہ قران مجید مین جو حکم اور احکام نازل ہوئے ہین اُنکی تعلیم ہمکو حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو چکی ہے۔ اب ہمکو جدید معانی اور نئے مطالب کے غور کی ضرورت نہین ہے۔ اگر کوئی صاحب غور فرما کر ایسا کرین تو بغیر سند حدیث وغیرہ کے ہم اُسکو نہ مانینگے۔ اسلئے ضرور ہوا کہ ہمنے جو نتیجہ ان آیات کا نکالا ہے اُسکو حدیث کی سند سے مستند کر دکھائین۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ باب الجماعۃ مین عَنْ ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ یعنی عورتین تمہاری اگر جماعت کے لئے مساجد مین جائین تو منع نکرو۔ اُنکے گھر اُنکے واسطے بہتر ہین۔ یعنی نماز گھر کے گھر مین پڑھ لینا اُنکے لئے بہتر ہے سجد مین پڑھنے سے رواہ ابو داؤد حدیث عَنْ ابن مسعود قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا

فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلوٰتِهَا فِي بَيْتِهَا یعنی نماز عورت
کی اُسکی گھر میں یعنی جہاں وہ رہتی ہے اور سوتی بیٹھتی ہے افضل ہے
اُسکی اُس نماز سے جو صحن مکان میں یا ڈیوڑھے وغیرہ میں پڑھے۔
یعنی اُس سے باہر گو احاطہ مکان کے اندر ہو۔ اور جو نماز وہ مخدع یعنی
کوٹھری در کوٹھری یا اندرونی مکان کی کوٹھری میں پڑھے افضل ہے
اُس نماز سے جو اپنے سونے اور بیٹھنے کے مکان میں پڑھے۔ غرض
اِس سے یہ ہے کہ جسقدر زیادہ پردہ میں پڑھے اُسیقدر فضیلت ہوگی
ابوداود۔ حدیث عن ابی ہریرۃ قَالَ اِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي اَبَا الْقَاسِمِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُقْبَلُ صَلوٰةُ الْمَرْأَةِ تَطَيَّبَتْ
لِلْمَسْجِدِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ غُسْلَهَا بِالْجَنَابَةِ یعنی نہیں قبول کیجاتی
نماز اُس عورت کی جسنے خوشبو لگائی ہے مسجد میں جانیکے لئے یہانتک کہ
غسل کرے وہ مثل غسل جنابت کے۔ غسل جنابت جو فرمایا گیا یہہ اسلئے ہے
کہ طیب لگا کر مسجد میں آنا سبب ہیجان شہوت ہے۔ لہذا حکم جماع میں داخل
رواہ ابوداود واحمد ونسائی نحوہ۔ حدیث عن ابی موسیٰ اشعری۔
قَالَ۔ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ

وَاِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَھِیَ کَذَا اَکَذَا ۔
یعنی ہر آنکھ زانیہ ہے بوجہ نظر بد کے خواہ مرد کسی غیر عورت کو دیکھے یا عورت کسی
مرد بیگانہ کو اور تحقیق کہ جو عورت خوشبو لگا کر ایسی مجلس مین آئے جس مین مرد
بیگانہ ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہے یعنی زانیہ ۔ رواہ الترمذی ولابی داؤد والنسائی
نحوہ ۔ الحمد للہ کہ ان احادیث سے میری تحریر کی تائید بخوبی ہوگی یعنی باوجودیکہ
نماز جماعت مین ستائیس حصہ ثواب زیادہ ہے لیکن عورات کے لیے پہلی
اور دوسری حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ انکو اپنے گھرون مین بلکہ کوٹھری
در کوٹھری مین نماز پڑھنے مین اچھائی ہے ۔ اور فضیلت ہے ۔ اور احادیث سوم
چہارم مین خوشبو لگا کر مسجد مین آنیکو منع کیا گیا ۔ اسکے کیا معنی ہین کہ جسم
کی آرایش یعنی لباس اور زیور وغیرہ جسکے چھپانیکا اغیار سے حکم ہے ۔ تو برقع
مین بھی پوشیدہ ہو سکتا ہے ۔ ممکن ہے کہ اتنی گنجایش پاکر عورات ہجوم کرین تو
اُس آرایش سے روکا گیا ۔ جو کپڑے سے یعنی جلباب اور برقع وغیرہ سے
بھی چھپ نہین سکتی ۔ اور شوہر والی عورتین اس سے بہت ہی کم خالی رہ سکتی ہین
البتہ وہ غیر مشتہات عورتین جو نکاح سے نا امید ہو چکی ہین ۔ جنکے نسبت زینت
کے اتار ڈالنے کا حکم قران مجید مین ہوا ہے اس سے خالی رہ سکتی ہین ۔

اُنکے لئے وہی حکم ہو سکتا ہے بیوتھن خیر لھن غرض ان احادیث

سے بھی یہہ اچھی طرح ثابت ہوا ہے کہ اولی یہہ ہے کہ عورت پردہ سے

کسیطرح باہر نہ نکلے۔ مگر بحالت مجبوری سب قسم کی آرائشات کو چھپاکر

اور ہم مسلمانونکے لئے وہ قول جناب سیدنا و مولانا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا

کافی ہے جسکی نقل ہمارے ہم مشرب صاحب رسالہ رد المحجوب فرما چکے ہین

کہ فرمایا جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے اُن لوگون سے مخاطب ہو کر جنکی

عورتین باہر نکلتی تھین کہ کیا تمکو شرم نہین معلوم ہوتی کہ مین سنتا ہون تمہاری

عورتین بازارون مین نکلتی ہین اور غیر مردونسے ملتی ہین۔ در خانہ اگر کس است یکحرف بس است

اور یہی طریقہ عرب مین جاری دیکھا گیا ہے کہ شرفائے عرب یعنی حرمین شریفین

زادہما اللہ شرفاو تعظیما کی عورتین پردہ سے باہر نہین نکلتین بلکہ یہان تک

کہ جمعہ کی نماز مین بھی باوجودیکہ مسجد حرام و مسجد نبویؐ کی ایک نماز صدہا نماز ونسے

ثواب مین زیادہ ہے نہین حاضر ہوتین۔ اور جو غربا اور محتاج بوائین

وغیرہ ہین وہ بمجبوری اگر اپنے حوائج ضروری کے لئے باہر نکلتی ہین تو

اسطور پر کہ تمام جسم جسکا چھپانا فرض ہے۔ اُسکے سوا ہاتھون مین دستانی

اور پاؤن مین پاتابے سابری چمڑے کے اُسپر جوتا جو مثل سلیپر کے ہوتا ہے

اور برقع جسمین چہرہ بھی چھپا ہوا صرف آنکھون کے مقابل جالی اور نیچا اسقدر کہ زمین مین لٹکتا ہوا۔

اب ہمارے بھائیون کو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ حدیث چہارم سے کون باہر نکلنے والی عورت بچ سکتی ہے بشرطیکہ جوان مشتہاتہ ہو۔ کیا خدا اور اسکے رسول کے نہی کو مسلمان بالکل اٹھادین اور آپکی رائے کو ایسا تسلیم کرلین کہ وحی سے اور حدیث سے بھی زیادہ۔ جو مسلمان ہین وہ تو کبھی ایسی ہرزہ گوئی کو نہ مانینگے۔ بلکہ ایسا پوچ لچر بکنے والے کو خارج از اسلام و عقل۔ وغیر لایق خطاب وجواب سمجھینگے۔ اب اسکے بعد مجھے ہفوات کا جواب دینا ہے جو بعض مخالفین نے ابلہ فریبی کے لئے بعض کتب فقہہ سے نکالکر پیش کیا ہے۔ واضح ہو کہ جن فقیہہ اقوال کو بحوالہ فتاوے عالمگیری و فتاواے قاضیخان وفتح القدیر وفتح الباری وغیرہم سے نکالکر پیش کیا ہے وہ اس سے زیادہ نہین ہین کہ بلفظ یجوز و یباح وہ اقوال ہین۔ اور حضرت شیر خدا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول جہان ہے وہان عندالضرورت کا لفظ بھی موجود ہے۔ اور بعض فقہا رحمہم اللہ اجمعین نے ماموں عن الشہوۃ کی بھی قید لگادی ہے

اس صورت مین جب ہمکو عند الضرورت اور کھلے رکھنے کے جواز مین اُن
اعضاء کی گفتگو نہین ہے جو گفتگو ہی وہ بلا ضرورت اور بلا مجبوری باہر نکلنے مین ہے
پھر یہہ دلایل مدعیون کے اُنکے دعوی کے لئے مفید نہین ہو سکتے
بلکہ ہمارے دعوے کے مفید ہین۔ اسکے علاوہ اس موقع پر یہہ بھی
ہمکو کہدینا ضرور ہے کہ یہہ جواز یعنی باہر نکلنا عورات کا اُن حیثیات کے
جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ جب شرعی ہونیکی بنا پر پیش کیا گیا ہے تو
اس سے تجاوز کرنے والون کے لئے جو حدود شرعیہ ہین اُنکا بھی جاری
ہونا لازم ہے۔ یعنی زنا سے محصنہ مین جو شوہر دار عورت یا زوجہ رکھنے
والے مرد سے واقع ہو اگر دونوں ایسے ہی ہون تو دونو کا رجم کیا جائے
اگر ایک ہے تو ایک کو رجم اور دوسرے کو سو تازیانہ اور زناء غیر محصنہ
مین دونو کو سو سو تازیانہ۔ اقذف محصنات یعنی اتہام کی حالت
مین چار گواہ روبت کے اتہام کرنیوالا پیش نکر سکے تو اسی تازیانے
اور اُسکے سوا ہمیشہ کے لئے اُسکی شہادت نہ قبول کیجائے کیونکہ
یہہ جواز اگرچہ عند الضرورت رکھا گیا ہے لیکن یہہ ضرور قابل تسلیم کیجئے
کہ اُسوقت جبکہ حدود شرعیہ جاری تھے اور اُسکی ہیبت سے اس فتنہ کا

بہت کچھ آپ ہی انسداد ہو چکا تھا جس سے مرتکبین کو آنکھ اُٹھانیکی جرأت
نہوتی تھی۔ تب اسقدر اجازت دی گئی تھی جب وہ ہیبت سزا کی اُٹھا دیگئی
ہے۔ اور زنا کا اسقدر شیوع ہو کہ غالبًا حلال سے بھی لوگ شرماتے ہونگے
اور یون علانیہ نکرتے ہونگے۔ عورات بیچاری خصوصًا شرفا کی تو بہت زیادہ محفوظ
نکلینگی۔ لیکن مردون مین تو شاید فی ہزار ایک بھی نہ نکلیگا۔ جو اس بلا سے محفوظ
رہا ہو۔ جدھر آنکھ اُٹھا کے دیکھئے بالاعلان زنا ہو رہا ہے نہ خدا سے
شرماتے ہین نہ خلق خدا سے۔ ایک سرے سے امیر غریب شریف رذیل
ہر قوم و ملت کے اسمین مبتلا ہین اِلّا مَا شَاءَ اللہ پھر جب یہہ کیفیت
ہمارے وقت کی ہو رہی ہے تو عقل اور احتیاط اسکی مقتضی ہے کہ پردہ مین
اور بھی غلو کیا جائے۔ نہ یہہ کہ پردہ موقوف ہو۔ کیا ہماری آنکھین اندھی
ہین ہم نہین دیکھتے کہ باوجودیکہ سرکار سے پولیس و خفیہ پولیس او ٹھگی
ڈکیتی وغیرہ کے محکمجات قایم ہین اور بدمعاشون کو سخت سخت سزائین بھی
دیجاتی ہین اور ہر شخص اپنے دولت کو حفاظت سے رکھتا ہے۔ لیکن پھر
بھی آئے دن چوریان نقب وغیرہ کے ذریعہ سے اور رہزنیان اور ڈاکے
وغیرہ ہوا کرتے ہین۔ تو بھلا کب عقل اسبات کو قبول کر سکتی ہے کہ جب یہہ

حفاظتین اور سزائین بکلیم اُٹھا دیجائین اور چوری اور راہزنی اور ڈکیتی کی واردات
دھڑا دھڑ ہو تی رہی ہون - ایسے وقت مین یہہ رائے قبول کیجا سکے کہ کچھ
ضرورت حفاظت کی نہین ہے - خزانہ پر سے پہرے اُٹھا لئے جائین - رات
کو سداگھر کے دروازے کھلے رکھے جائین اپنے مالون کو جائے محفوظ مین
رکھنے کی ضرورت نہین ہے - دروازے کے باہر ڈالدئے جائین - ہم
اہل انصاف سے پوچھتے ہین کہ کیا وجہ ہے کہ ایسی رائے دینے والون کو
مجنون اور پاگل نہ سمجھا جائے - اگر اس ہمارے سوال کا یہہ جواب ملے بیشک
اور یقین ہے کہ بالضرور یہی ملے گا تو ہم اب اس امر کا جواب بھی چاہتے ہین
کہ پھر یہہ پردہ اُٹھانیکی رائے دینے والے - اسکا جواب عاقلان خود میدانند
بعضے اوندھی عقل والون کو اور نہی بے تکی سوجھی ہے کہ پردہ باعث کثرت
زنا ہے کیونکہ الانسان حریص علی ما منع کا اقتضا بھی ہے اسکا جواب تو
یہہ ہے کہ پھر کل ممانعتین اُٹھالی جائین خدا کیطرف سے بھی عن المنکر بکار ملکہ
باعث ارتکاب ہوئے - بادشاہان دنیا کے طرف سے قانونی ممانعتین بھی
علی ہذا - کیا اندھیر ہے کہ مقولہ عصمت بی بی از بے چادری کو بھی نہین سمجھتے جبکہ
کہ کوئی عورت باہر ہی نہ نکلے اور نہ مل سکے تو زنا کیونکر واقع ہو سکتا ہے

یہہ انکا باہر نکلنا باعث ہیجان اور کثرت سے زانیہ عورات کا ملجانا باعث ارتکاب
زنا ہے یہہ پوشیدہ ہے ؎ چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش درنظر یہی سبب ہے
کہ یہہ مصالح اور فوائد ان صاحبون کے نظر سے پوشیدہ ہورہے ہین
بلکہ بجائے اوسکے نقصان عیوب خیال کیے جاتے ہین۔ اب ہم مخالفین پردہ کو اس سے
بھی آگاہ کئے دیتے ہین کہ اگر اونکی یہہ ناپاک رائے کسیقدر رایج بھی ہوئی تو
اوس سے یہہ تو نہین ہوسکتا کہ برا کام اچھا ہوجائے قران مجید صاف شہادت
دیتا ہے لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث
اور یہہ ضرور ہوگا کہ اس آزادی سے جسقدر گناہ اور زنا وغیرہ ہونگے وہ سب
انہین مخالفین پردہ کے معرفت لکھے جائینگے۔ جسطرح اور دلالون سے مواخذہ
ہوگا اسیطرح انسے بھی ہوگا بلکہ اس سے زیادہ یہہ ہوگا کہ مرنیکے بعد پیچھا نہ
چھوٹیگا ایصال اجر ہوا کریگا۔ وما علینا الا البلاغ ؎
بنا تو قاتل کہ روز محشر چھپیگا احوال قتل کیونکر ✦ جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

حصہ چہارم نکاح

اسمین سماۃ کے طرفدارون کو دو قسم کی بحث ہے۔ اول طریق مختار
ہین یعنی طریق نکاح مین منگنی کا طریق اور نکاح کے قبول کا طریقہ قابل اصلاح ہے

دوم تعدد ازواج ہین کہ مردون کو چار نکاح تک جائز ہین اور عورات کو ایک
کے سوا نہین یہہ ظلم ہے ۔ اور اس کا یعنی مردونکے چار نکاح تک کا حکم قرآن
مجید مین نہین ہے ۔ اول کے نسبت کورٹ شپ کا طریقہ اگرچہ دل سے انکے
پسند ہے لیکن صاف زبان سے نہین کہہ سکتے ۔ کورٹ شپ کا طریقہ مختصر
طور پر پہلے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مرد اور عورت جو آیندہ زوج اور زوجہ ہونیکی
خواہش رکھتے ہین اسوجہ سے کہ یہہ دونو عمر بھر کے لئے نباہ کرینگے یورپ
تہذیب مین مجاز ہین کہ آپسمین چندے ملتے رہین ۔ خلوت مین مجالس عام
مین باغ مین رات مین دن مین جسمین ایک عمدہ بات یہہ سمجھی گئی ہے
کہ اسمین بتاؤ سے صورۃ سیرۃ تمام حالات ظاہری و باطنی ایک دوسرےکے
معلوم ہوجاتے ہین ۔ اگر کسی امتحان مین کوئی ناقص نکلے تو دوسرا
کنارہ کشی کرسکتا ہے ۔ اگر قبل کنارہ کشی یعنی بحالت ہمکناری کوئی گل کھلا
اور کوئی احتمال درجہ عین الیقین تک پہونچگیا تو کچھ رقم نقد بھی مرد سے
لیجاتی ہے اگرچہ جو کچھ ہوا ہو نہ بالجبر بلکہ بتراضی ہی ہوا ہو ۔ اصل منشا بعد
تعلیم یافتون کا بھی یہی ہے اور اسی کو پسند کرتے ہین ۔ اور صاف کہتے ہین
کہ یہہ رسم شرفاء اہل اسلام مین بہت بری ہے ۔ کہ بے دیکھے بھالے ایکمرد

بدصورت بدمزاج بے سلیقہ اندھی کانی غیر صحیح الاعضاء عورت گلے سے
باندھدیجاتی ہے جسکا نتیجہ اکثر یہہ ہوتا ہے کہ ناتفاقی واقع ہوتی ہے۔
اور مردکو اپنے پسند کی دوسری کرنی ہوتی ہے۔ کیا اندھیر ہے کہ دمڑی کی
ہانڈی بازار مین لی جاتی ہے وہ بھی ٹھونک بجاکے یہان بیوی صاحبہ جو
عمر بھر کے لئے گلے سے باندھدیگئی ہین اُنکے پسند کا موقع نہین دیا گیا۔
اسی منشاء کو صاحب رسالہ حقوق نسوان نے بھی دوسرے الفاظ مین
ادا کیا ہے۔ اب ہم پہلے یہہ پوچھتے ہین کہ اسمین حق نسوان جسکے یہہ صاحب
مدعی ہین کیا ضایع ہوتا ہے یہہ شکایت تو مردون کے طرف سے
ایک طور پر بجا متصور ہوسکتی ہے بلکہ عورتون مین سے تو بدصورتون
اور بدمزاجون اور بے سلیقاؤن کی کھپت ہوجاتی ہے ورنہ اُنکو اکثر بے شوہری
کی زندگی بسر کرنی پڑتی۔ پھر ایک طریقہ منگنی کا جو رکھا گیا ہے اسمین لڑکی
والون کو بہت بڑی مہلت ہے کہ وہ اپنے داماد کے جملہ حالات کی اچھی طرح
دیکھ بھال یا دریافت و تحقیق کرسکتے ہین۔ کیونکہ اکثر بہت بڑی وسیع مدت
یعنی سالہا سال کے بعد شادی ہوتی ہے۔ لیکن یہہ صاحب اس سے
مجبور ہین کہ اُنکو نہ اپنے دعوے کی خبر ہے نہ اُسکے ثبوت کی اور نہ تردید کی۔

ہمنے اُنکی تحریر مین یہہ بات تو ابھی تک دیکھی ہے کہ عورت انسانی [illegible]
اعلیٰ طبقہ مین خیال فرماتے ہین۔ عورت [illegible]
ہے کہ جس ملک کے باشندونکے نسبت [illegible]
مختلف طبقات ہین اور یہہ بھی طریقہ رائج ہے کیونکہ [illegible] آگیا ہے
یہانتک کہ شرفاء اور اراذل سب اسکو پسند کرتے ہین۔ اور نیچ کنبو کی عورت
جو اولاد ہو اُسکی شادی تک سوا اسکے کہ اُسی قسم کی عورت کے اولاد کے ساتھ ہو
اصل قوم پدری یعنی برادری مین نہین ہوسکتی۔ کیونکہ پوری شرافت اُسیکا نام
رکھا گیا ہے جس مین نسب اور حسب دونو برابر ہون۔ سب علاوہ [illegible]
وغیرہ کے جو نعوذباللہ کورٹ شپ وغیرہ مین ہوتی ہے۔ [illegible] پسند کرنیکا طریقہ
کیسے چل سکتا ہے۔ جب یہہ بدیہی شکل بھی مسلم ہے کہ [illegible] بیچاری
کونگی۔ بدصورت۔ لڑکیان۔ شرفاء کے گھرون مین بھی پیدا ہوتی ہین
پھر آخر یہہ کہان جائینگی۔ اگر بالفرض بقول صاحب رسالہ حقوق نسوان تصویر
بھی دکھائی جائے جس سے صرف حسن صورت معلوم ہوسکتا ہے تب [illegible]
حسین عورت کو اور عورت حسین مرد کو پسند کریگی۔ ایک طرف کے پسند اور
ایک طرف کے ناپسندیدگی۔ پھر قابل فیصلہ باقی رہیگی۔ جسکا فیصلہ اسکے سوا

کچھ نہو سکیگا کہ یا تو ایک طرف جبر کیا جائے - جس مین پھر وہی بات نکلے - یا صاف
جواب انکاری ہو جسمین بہت سے فتنے اُس پسند والے کے طرف سے
ممکن ہے - اگر وہ مرد ہے تو دوسری جگہہ شادی اُس لڑکے کی ہونے نہ دیگا -
جہانتک اُسکا قابو چلیگا کوئی فساد اُٹھا نہ رکھیگا بلکہ اِس حالت مین اُس جدید
مرد کی زندگی خطرہ مین رہیگی - اور اگر عورت ہے تو وہ دوسرے مرد کو پسند
نکریگی اور اگر بالفرض پسند بھی کرے تو ممکن ہے کہ اس عورت کے وہ
عیب وہان بھی اُسکو پسند کے قابل نہ رکھے - اسکے علاوہ عموماً بدصورتون
کو کوئی بھی پسند نکریگا خصوصاً اسوجہ سے کہ ہر نفس مین یہہ امر دیکھا جاتا
ہے کہ اپنے آپ کو کوئی شخص نالایق اور بدصورت اور بُرا نہین سمجھتا
اسی وجہ سے کوئی بدصورت بھی اپنے لئے جفت بدصورت پسند نہین کریگا
پھر نتیجہ یہہ نکلا کہ مرد بدصورت تو غیر کفو سے بھی کوئی عورت کر لائیگا - ان بیچاریون
کا کیا حشر ہوگا جنکو مساوات کے درجہ کے مردون نے پسند نہین کیا - سوا
اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ عمر بھر بے شوہری مین کاٹین - اور ماباپ کی چھاتی
کا بوجھ رہین اور وہ بھی وبال یا کہین غیر کفو مین پھینکدے جائین جس سے
اُنکی شرافت مٹ جائے - اور اگر وہان بھی ناپسند ہوئین تو کہین کی بھی نہوئین

خدا اسکے عمر بھر اُس پر روز مادّے کے ضبط سے وہ ایذا اُٹھائین جو بیان مین کسیطرح نہین آسکتے۔ یا تاب ضبط نہ لاکر خسرۃ الدنیا و الآخرہ اپنے ماباپ اور تمام خاندان کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبین۔

اب کہان ہین وہ بیخبر دوست مساوات کے طرف والے۔ ذری میرے سامنے آئین آنکھین ملائین کہ یہہ خیر خواہی نسوان ہے یا بدخواہی۔ جب اُنکے خیال مین ان نتایج تک بھی پہونچنے کی قوت نہین ہے۔ تو اُن طریقون کی اصلاح مین دور پڑنا کیا معنی جو صدہا برس سے مختار عقلاء ہے۔

یہانتک صرف بحث حسن صورت کی تھی حسن سیرت کا حال تو کسیطرح معلوم ہی نہین ہوسکتا۔ بڑے تجربہ کار شیخ یعنی سعدی علیہ الرحمۃ کا قول ہے ؎

توان شناخت بیک روز از شمایل مرد + کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو + کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

یہہ حال تو کسیطرح کورٹ شپ سے بھی بڑھکر اگر کوئی درجہ بے شرمی اور بیغیرتی کا اختیار کرلیا جاے تب بھی نہین معلوم ہوسکتا۔ کیونکہ اسوقت کے برتاؤ اور ہوتے ہین۔ دام مین لانیکے لئے دم دلاسا بھی ضروری ہے خصوصاً جب ایک طرف سے طبیعت مائل ہوچکی اور پیرچی تو ہمیشہ بعد دام مین لانیکے

شروع ہوتی ہے۔ یا کبھی کوئی وقت پڑا اور اسمین کوئی بات خلاف مرضی ظاہر
ہوئی تب کھلتا ہے۔ کہ یہہ شخص کیسا ہے۔ حکماء ہند کا یہہ قول ہے کہ وہ آدمی
بسے اور سونا کسے۔ یہی تجربہ مین بہت ٹھیک ثابت ہوا ہے۔ ہمنے اپنے احباب
مین سے بہت ایسے دیکھے ہین کہ مدت تک بہت بڑے اور سچے دوست
خیال کئے جاتے تھے۔ جب وقت امتحان کا آیا تب وہ کام کے دوست
نہ نکلے۔ بنی کے ساتھی بہت ہو جاتے ہین بگڑی کا ساتھی ہزار مین ایک بھی
نہین نکلتا۔ زن وشو مین بھی اکثر محبت جوانی اور حسن صورت اور خدمت اور
راحت رسانی وغیرہ کے ہوتی ہے۔ اگر عورت جوانی سے ڈھلی یا مرد صاحب
ذرا بگڑے ہوئے یا روپیہ اور خدمت اور راحت رسانی مین فرق آیا تو اُس
جوش محبت اور تپاک مین بھی فرق آجاتا ہے۔ ممکن ہے مرد کو جو ایسا نہ سمجھا جاتا تھا
دفعتہً کسی دوسری عورت کے طرف لگاؤ ہو جائے جیسا کہ اکثر دیکھنے مین
آیا ہے اور یہہ بھی نہین کہ اُسکی اپنی زوجہ بدصورت یا بدسیرت ہو بلکہ ہر طرح
قابل تعریف اور نیک بخت بھی ہو۔ اور جدید میلان طبیعت کے لئے بھی یہہ ضرور
نہین ہے کہ وہ دوسری عورت بھی خواہ مخواہ لایق تعریف ہو تو اُسوقت
مرد کا وہ رُخ نہین رہتا۔ اور اسیطرح عورت کو جب کسی وجہ سے دوسرے

مرد کے طرف رجحان ہو جاتا ہے گو شرفا کے طبقہ میں ایسا کم ہوتا ہے لیکن
بہت عورت کو بھی وہ رغبت اپنے مرد کی طرف جو پہلے تھی نہیں رہتی اور نہ خدمت
بطیب خاطر کرتی ہے بلکہ بکراہت اور مجبوری اور بہت سی ناگہانی واقعات
ایسے ہیں کہ اسکا علم کسیکو بھی پہلے سے نہیں ہو سکتا - اور اسیطرح بہت سے
معاش اور اسکے بعد شادی کے ایسے سبب ہو جاتے دیکھے میں جیسے جنتری
میں مار خواہ اسکا باعث اس عورت کا حسن صورت ہو یا حسن سیرت
و اخلاق - غرض آیندہ کے حالات سے تو کوئی بھی واقف نہیں ہو سکتا -
المختصر یہ طریق موجودہ تو قابل ترمیم نہیں ثابت ہوا جسقدر دریافت شرفا میں
دلہن کے حالات کی کرلیجاتی ہے وہ کافی ہے - اپنے آپس میں
جہاں منگنی ہوتی ہے وہاں تو اکثر زوج اور زوجہ کے حالات دونو طرف والوں
کو معلوم رہتے ہیں اور اکثر منگنیاں ایسی ہی ہوتی ہیں - اگر اتفاق سے کہیں
باہر ہوتی تب بھی مختلف ذرایع سے کچھ دریافت ہو جاتی ہے - دیدہ و دانستہ
کوئی اپنے اولاد کو بھاڑ میں نہیں جھونکتا ہے - موجودہ حالات چال چلن
وغیرہ کے دریافت کر لئے جاتے ہیں - آیندہ کا فیصلہ خدا اور اسکی لکھی ہوئی
تقدیر پر چھوڑا جاتا ہے وہ بھی مجبوری اور لاعلاج ہونیکی وجہ سے - اسلئے میں

کسی اصلاح کی ضرورت نہین ہے - اس موقع پر یہہ بھی قابل غور ہے کہ
اللہ جلشانہ نے اپنے پاک کلام مین نکاح کی ضرورت کے نسبت جب
یہہ ارشاد فرمایا ہے کہ قید مین لانیکے لئے نہ مستی نکالنے کے لئے اور یہی حکم دیا
ہے یہانتک کہ اگر نکاح کیوقت یہہ خیال نیت مین ہو کہ چندروز کے بعد چھوڑ
دینگے تو نکاح درست نہوگا - پس اس بناہ کے واسطے آیا حسن صورت
کی ضرورت زیادہ ہے یا حسن اخلاق و سیرت کی تو عقل یہی جواب دیتی ہے
اگر دونون ہون تو اور بھی بہتر ورنہ حسن اخلاق کو ترجیح ہے - جمالی خربزہ
اور پھیکا یا اندراین کا پھل ہونا تو کوئی ایسی چیز نہین ہے جو پسند کے قابل ہو
ہان بازاری رنڈی یا کوئی عورت جس سے سوا ے ناپاک مشغلے اور ساعتے چند
حظ نفس کے کوئی دوسری غرض نہو اُس مین اگر حسن صورت پر قناعت
کیجائے تو ہو سکتا ہے - پھر جب یہہ صورت قایم ہوگی تو حسن سیرت کی تلاش
نکاح کے لئے زیادہ ضروری ٹھہرے گی - جس مین تصویر کا دکھانا کافی نہوگا
بلکہ اطاعت شوہری یا شوہر کا اچھا برتاؤ اور فریقین کی پارسائی وغیرہ کے اوصاف
کی دریافت تلاش باہمی سابقہ کے لئے زیادہ درکار ہوگی - اور یہہ بغیر اصلی سابقہ
مدت دراز کے معلوم نہین ہو سکتا -

اب رہی دوسری بحث تعدد ازواج کی اسمین کوئی بحث فریق مخالف کے طرف سے قابل جواب و التفات اگرچہ پیش نہین ہوئی ہے جس آیت فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ کے معکوس معنی بیان کئے گئے ہین۔ وہ بھی اسطور پر کہ شاید اُسکے معنی یہہ ہونگے۔ یہہ ایسی تقریر ہے جو عجز ثبوت کی دلیل ہے۔ یعنی مدعی خود اپنے دعوی کے ثبوت مین عاجز ہے اور صرف اس قیاس پر ایک سرے سے تعدد ازواج کے مرتکبین کو مرتکب حرام کا قرار دینا جسمین اجل صحابہ و آئمہ اہلبیت اطہار اور خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہین ایک ایسی منہ زوری ہے جسکا جواب اگر وقت ہوتا تو سوائے اُس شمشیر کے جسکا مارا ہوا ہمیشہ جہنمی ہوتا ہے کچھہ اور نہ دیا جاتا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ کسی مسلمان کا یہہ اعتقاد تو ہو نہین سکتا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خاص تعلیم کتاب اور حکمت کے لئے معہ کتاب اللہ کے طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اُنھون نے یہہ معنی نہین سمجھے تھے یا خدا کے طرف سے نہین سمجھائے گئے تھے۔ یا سمجھے بھی تھے اور سمجھائے بھی گئے تھے۔ لیکن خیانت فرمائے نعوذ باللہ من ذلک۔ اگر یہہ کسیکا اعتقاد ہو تو وہ خارج از امت و اسلام ہوگا۔ اسکو خود قرآن سے

استدلال کی کیا ضرورت ہے۔ جب وہ فہم معنی تبلیغ رسالت مین ایسا کافرانہ خیال
رکھتا ہے تو قران کو منزل من اللہ اور اُسکے الفاظ کو تحریف سے محفوظ کیونکر خیال
کرسکتا ہے۔ جو اُستاد کے قابل سمجھیگا۔ ہم مسلمانونکے لئے اصلی اُسی معنی کا ثبوت
جسکو ہمارے علماء کرام نے اسوقت تک بیان فرمایا ہے کافی ہے اور اُسکا بہت بڑا ثبوت
یہہ ہے کہ عمل اُسکا خود اُس مطہر ذات رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز خاص خادم
و شاگردان فرزندان رشید گروہ صحابہؓ و ائمہ اطہار اہلبیت نبوی کا مختار ہی تھا۔ یہہ ممکن نہین کہ
علم کا منشاء کچھ ہو اور تعمیل ایسے نفوس قدسی سے کہ جنکا ہر فعل اسلام کے لئے سند ہے
اُسکے خلاف ہو۔ اُسکے خلاف اگر کوئی خرافات واہی تباہی بکے تو بکا کرے ؎
ایسے سودائی بہت بکتے ہین ہوتا کیا ہے ؎ مہ فشاند نور و سگ عو عو کند ٭
ہر کسی بر خلقت خود می تند ٭ چون نہ بگذارد سگ آن بانگ سقم ٭ من مہم سیران خود را
کے ہلم ٭ وہ دوسری آیت لَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ
وَلَوْ حَرَصْتُمْ کو پیش کرکے جو بحث کیجاتی ہے یہہ اور بھی سمجھ پر پتھر پڑے ہین۔
یعنی بحث یہہ کیجاتی ہے کہ لَنْ کلمہ تاکید نفی کا ہے تو پھر جب عدل خارج از امکان ہے
باوجود کوشش کے بھی تو آیت سابق سے جو حکم چار نکاح تک نکلا جاتا ہے بحکم
إِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ کالعدم ہوگیا۔ پس یہہ ہے پایہ بساط

اور تبلیغ علم مخالفین کا۔ یہہ توجیہہ [illegible]

بڑی کم فہمی ہے۔ یا دیدہ و دانستہ اس سے تحریف ہو سکے کہ یہہ تحریر چند کفر تک

پہونچیگی معنی بدلے جاتے ہین جسکی دلیل یہہ ہے کہ آگے کی عبارت چھوڑ دی

گئی صرف لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کو پیش کیا جاتا ہے اب آگے عبارت یہہ ہے

فَلَا تَمِیلُوا کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوهَا کَالْمُعَلَّقَةِ اب اوسکے معنی

سُنئے۔ تم ہرگز قادر نہو سکوگے اسپر کہ عدل کرو درمیان عورتون کے اگرچہ تم ہمیشہ ارادہ

عدل کی بھی کرو۔ پس تمکو یہہ بھی نہین چاہئے کہ کل رغبت سے ایک طرف

راغب ہو جاؤ۔ اور اُسے یعنی دوسری کو چھوڑ دو ادھر مین۔ اس آیت مین

اللہ جلشانہ نے اپنے اُس پہلے حکم عدل کی تشریح فرمادی ہے اور حد مقرر

کردی۔ اس سے پہلے عدل کے معنی کھلے نہ تھے۔ تمام تعمیل کرنیوالے مشکل

مین پڑگئے تھے کہ عدل کے معنی برابر رکھنے کے ہین۔ کھانے مین

کپڑے مین راتون کی تقسیم مین تو ہم عدل کرسکتے ہین اور یہہ عدل ممکن

بھی ہے لیکن محبت قلبی اور پیار مین اور جوش اور وفور خواہش مین کہ یہہ محبت

کا لازمہ ہے اپنا اختیار نہین ہے۔ پھر معلوم نہین کہ حق عدل کا ہم سے

ادا ہوتا ہے یا کیا۔ یہانتک کہ خود حضورؐ نے فرمایا ہے کہ الٰہی مین اپنی ازواج مین

عدل کرتا ہون جہانتک میرے اختیار مین ہے - مگر مجھسے اُس امر کا باز
پرس نفرمانا جس مین میرا اختیار نہین ہے - اسکے معنی یہہ ہین کہ جناب عائشہ
رضی اللہ عنہا آپکے تمام ازواج مطہرات مین زیادہ تر محبوبہ تھین - اللہ جل شانہ
نے یہہ طریقہ عدل کا تعلیم فرمایا کہ اگرچہ تم کوشش بھی کروگے کہ ہم اپنی عورتون
مین عدل کرینگے - مگر ہرگز نکرسکوگے - پس ایسا بھی نکرو کہ ایک ہی طرف
مائل ہوجاؤ - اور دوسری کو ادھر مین مُعلّق چھوڑدو - اسکے معنی یہہ ہوئے
کہ جو عدل امکان بشری مین ہے اور تم کرسکتے ہو وہ کرو - اگر اسمین بھی
کوتاہی ہوگی تو وہ عدل نہوگا - اور یہی مختار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی
تھا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آئمہ اہلبیت علیہم السلام کا بھی -
جو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✿ راست خواہی ہزار چشم چنان ✿ کور بہتر کہ آفتاب سیاہ ✿
اسکے سوا عقلی دلیل اور مشاہدہ بھی اس امر کی گواہی دے رہا ہے کہ عموماً
تولید مین تعداد عورات کی مردون سے بہت زیادہ ہے ہر گھر مین ہر خاندان
مین جتنی بیوہ عورتین یا کنواری لڑکیان بیٹھی ہوئی ملینگی اتنے مرد بے عورتون
کے نہین ملینگے - اور پھر اُسیطرح یہہ ہے کہ فسق و فجور نے تو امرا کو چار سے

بھی تجاوز کر دیا ہے۔ دس دس بیس بیس یہانتک کہ صدہا کی نوبت پہونچگئی ہے۔ اور پھر بھی اگر حساب سے دیکھا جائے تو عورتین بہت زیادہ بیٹھی ہوئی نکلینگی۔ اسکے علاوہ ملکی لڑائیو اور جہادون مین فریقین سے لاکھون مردون کا کشت وخون ہمیشہ سے ہوتا چلا آتا ہے۔ اسمین کا ہزاروان حصہ بھی عورتین نہین ماری جاتین۔ ابھی ابھی یونان اور سلطان سے جو معرکے ہوئے یا سرحدی باغی جرگون سے برٹش گورنمنٹ کا مقابلہ ہوا ہے۔ اسمین کئی لاکھ مرد کھپت رہے ہین۔ اور انکی عورتین کتنی بیوہ ہوئی ہین ان سب باتون سے صاف ظاہر ہے کہ ہمیشہ عورات تعداد مین مردونسے بہت زیادہ بھی جاتی ہین۔ اگر تعدد ازدواج کو جایز نہ رکھا جاتا تو بندونکی طرح عورتا ستی ہو جانیکا حکم دیا جاتا۔ پس لامحالہ تعدد ازدواج ایکضروری مسئلہ عقلی بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔

دیکھئے تمام دنیا کی قومون مین اسکی فریاد اور دوہائی کی نوبت نہین آئی ہے کہ عورات زیادہ ہین جنکو مرد نہین ملتے ہین اور یہہ کثرت فی الحقیقت کہین نہین ہے جو لندن وغیرہ مین ہے۔ جہان تعدد ازواج ممنوع ہوا ہے یا کسیقدر شرفا سے اہل اسلام مین بھی اب اسکا چرچا ہو چلا ہے

کہ بیوا ؤنکا نکاح ہونا چاہئے اسکی وجہ یہی ہے کہ انہون نے اپنی
شریعت کو چھوڑکر شرفائے ہنود کا ڈہنگ اختیار کیا ہے۔ اور شرفائے
ہنود مین بھی جبتک رسم ستی ہونیکی جاری تھی کوئی شکایت نہ تھی اب کہ
یہہ موقوف ہوگئی ہے۔ اُنکے ان بھی بیوا ؤن کی کثرت ہوگئی ہے اور روز
افزون ہے۔ غرض نقلاً و عقلاً کسیطرح تعدد ازدواج کا ناجایز ثابت نہین ہوسکتا
اگلی شریعتون مین بھی جایز تھا۔ چنانچہ حضرت داؤد علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی منکوحہ بیان تو قرآن مجید سے معہ اوریا کی زوجہ کے معلوم ہوتی ہین۔ اور
حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس سے بھی زیادہ مشہور ہین۔

دوم اللہ جلشانہ نے مومنین کے لئے تقوی اور صلاح کو پسند فرمایا ہے اسلئے
اُنکو منہیات شرعیہ سے بچانا بھی ضرور تھا۔ اور اُنکے لئے ایسے حکم کی ضرورت تھی
جسمین توسیع نسل حلال بھی ہو اور صیانت حرام سے بھی کیونکہ یہہ ظاہر ہے
کہ علی العموم تمام عورات ہر ماہ مین تین یوم سے دس یوم تک معمولاً ممنوع
المباشرت رہتے ہین۔ دیکھو آیہ کریمہ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ
اور پھر ایام حمل اور وضع حمل اور رضاعت مین بھی۔ کئی مہینون تک بیکار
رہتی ہین اُس زمانہ مین مرد کو بیکار رکھنا ایک تو مخل توسیع نسل دوم مخل

صحت سوم اسکا احتمال کہ اگر نہ ضبط کرسکے تو مرتکب معصیت کا ہوجاویگا۔
اسلیئے اُس حکیم مطلق نے تعدد ازواج کو جایز اور چار تک محدود فرما دیا۔
جسمین نہ افراط ہے نہ تفریط ہے ہے فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ
اب رہی یہہ بحث جو عورتون کو مردون کے پہلو مین برابر بٹھانے والے پیش
کرتے ہین کہ پھر عورتون کو کیون نہ اجازت ہو۔ اسکو ہم پہلے کئی جگہہ بیان
کر آئے ہین کہ اولاد مومنین کو صحیح النسب ہونا ضرور ہے اسلیئے زنا کی سخت
حد رکھی گئی ہے اور محصنہ کی اور بھی اور نکاح ہین قید مین لانیکی شرط رکھی گئی ہے۔
اور طلاق کے بعد عدت تین حیض اور شوہر کے مرجانیکے بعد چار ماہ دس روز
کی۔ پس جب یہہ احتیاط حفظ نسب مین رکھی گئی ہے تو عورت کو چار نکاح کی
اجازت کیا معنی۔ کیونکہ جب نکاح کے بعد عورت پر محصنہ یعنی قید مین لائی گئی
کا اطلاق ہوچکا تب پھر وہ آزاد نہین ہے کہ وہ دوسرا نکاح کرسکے۔ اور جب اُسکے
شوہر کو اُسپر پورا اختیار بروئے احکام الٰہی [illegible] فامسکوھن فی البیوت حتی
یتوفھن الموت کا حاصل ہوچکا ہے تو وہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ دوسرے
کے بھی ویسی وہ محکوم ہوسکے۔ یہہ سب اہتمام کیون کیا گیا ہے اسلیئے کہ
خداوند عالم نے اشرف المخلوقات انسان کو پیدا کیا اور اُس شرافت کی

تکمیل مومنین اور مومنات سے ہونے والی تھی کیونکہ منجملہ نعمائے الٰہی یہہ بھی ایک بڑی نعمت تھی اسلئے اس قید سے حکم دیا گیا بازاری رنڈیان اور آوارہ عورتون مین جہان اسکی قید نہین ہے دیکھئے انکی اولاد کیب شریف شمار کیجاتی ہے ۔ بلکہ وہ جس لقب کے مستوجب ہین اسکو کریہہ سمجھکر مبہم کیا گیا ہے اب حال زادی کہی جاتی ہین گو گردش زمانہ دولت کی وجہ سے اُسے کسی بلند سطح پر پہونچادے ۔ باقی مدارج جہیز و مہر وغیرہ کچھ قابل بحث نہین ہین لہذا خامہ فرسائی کی ضرورت معلوم نہین ہوتی ۔

حصہ پنجم معاشرت

باہمی معاشرت زوجین مین ہمکو کوئی بحث کی ضرورت نہین ہے ۔ یہہ سب اخلاق سے متعلق ہے ۔ اور زیادہ اس مین زوجہ کے حسن اخلاق اور اطاعت شوہری کو دخل ہے کیونکہ زوجہ کو یہہ سمجھنا چاہئے کہ مین اپنے گھر سے توبے تعلق ہو چکی ۔ جہان میرے ماں باپ بھائی میرے ہر قسم کے ناز بیجا اٹھاتے تھے اب مین جس شخص کے حوالہ ہوئی ہون اُسکے گھر مین مجھے اس طور پر رہنا چاہئے کہ سب مجھے آنکھون پر بٹھائین ۔ اور یہہ گھر بھی آباد رہے ۔ اور آبادی کسی گھر کی اور کسی قوم کسی ملک کی کیون نہو بحالت نفاق

قایم نہین رہ سکتی - مین اس گھر مین اسیواسطے آئی ہون کہ یہہ گھر آباد رہے
کیونکہ مرد کی شادی عرف عام مین خانہ آبادی بھی کہلاتی ہے - بس مجھے کیا کرنا
چاہیئے - اور یہہ خیال ہر لڑکی کو قبل شادی کے ہی پیش نظر رکھنا چاہیئے - اور
جسوقت سے ہوش سنبھالے اُسیوقت سے اسپر غور کرے - اور اپنے باپ
اور ما کے برتاؤ باہمی کو دیکھا کرے - کہ فلان بات کیسی ہوئی جس سے فساد ہوا
اور فلان امر کے کرنے سے دادی پھوپھی چچی سب اماں جان سے خوش
ہوئین - بس جس مین کچھ برائی دیکھے اُسکے ترک کا پہلے ہی سے عہد کرلے - کہ
مین ہرگز ایسا نکرونگی - جب اسطرح اپنے خیال مین وہ پختہ ہوگی تو اُسکو خود اُسکی
عقل راہبر ہوگی کہ غیر گھر مین آکر غصہ - خودسری - خودرائے - سرکشی - زبان درازی
حسد - بغض - نفاق - سب داخل حماقت ہے اور ان افعال کا نتیجہ یہہ نکلیگا کہ
مین سب کی دشمن ہونگی - اور سب میری گھات مین رہینگی - میری چغلی برابر
شوہر سے کھائی جائیگی - یہہ سب اُنکے ہین مین ایک شخص غیر - کیونکر بحالت
مین بسر کرسکون گی - جہان مجھے اطاعت شوہری خدا اور اُسکے رسول کے حکم
سے فرض ہے - وہان شوہری رضامندی اور نیز اپنے بچاؤ کے لئے انکی اطاعت
اور رضامندی بھی مصلحةً فرض ہے - ورنہ یہہ گلدستہ یعنی بسا بسایا گھر بکھر جائیگا

یا مین ہی دودھ کی مکھی کیطرح جدا پھینک دی جاؤنگی۔ پس یہہ سمجھکر بیجا اور بیجا
سب کی حکومتین اپنے اوپر اُٹھا لے اور اپنے آپ کو کچھ دنون کے لئے گھورا
بنا لے گو اس مین کسیقدر یا حد سے زیادہ کوفت اسوقت ہو اجب بھی ہوجب
بہت گیا ہے تو جیا نچ کے حال پر اپنا اپنا حال قیاس کر لے۔ کہ جب یہہ جلتا ہی تو
اگھر مین روشنی ہیت۔ اگر یہہ بلند نہ قبول کرے تو گھر کو روشن نہین کرسکتا۔ اور
اسپر بھی خبر رہے کہ شوہر گھر مین سوئے اپنے حسن وجمال سے یا حسن خدمت
سے اپنا مطیع کیا ہے۔ اگر مین چاہون تو ابھی سب کو چھوڑکر مجھے لیکر الگ
ہو جا سکتے ہین۔ اسمین بڑی قیامت تو یہی ہے کہ شوہر صاحب اگر کہین
دوسرے بکھیڑے مین پھنسے تو پھر یہان تنہا اپنے نصیبون پر رونیکے
سوا کچھ بھی نہین ہے۔ اور اگر نہ پھنسینگے تب بھی تمام کنبے کے لوگ جو
ہر وقت لگائی بجھائی کرتے رہینگے کب تک موثر نہ ہو گی۔ اور یہہ بھی کچھ
بعید نہین ہے کہین پھنسانیکی بھی فکر کیجائے عورت پر بدچلنی وغیرہ کا اتہام
رکھا جائے۔ جسکا نتیجہ بہت ہی برا ہو۔ لہذا اُسکی مصلحت اسی مین ہے کہ تحمل
بے انتہا ہر بات مین اختیار کرے اور سب کی اطاعت کرتی چلی جائے۔ اور
کبھی شوہر سے اُسکے گھر والونکی شکایت نکرے۔ اور نہ کبھی اُسکے خود کے افعال کی

اگر اتنا ضبط عورت کر جائے تو مین حتمی طور پر کہہ سکتا ہون کہ تمام شوہر تو خاندان
چند ہی روز مین مثل جان کے عزیز ہو جائیگی - اور ہر شخص اُسکے عقل و
اُسوقت مین بھی اُسی حد پر سے قایم رہنا چاہئے - جسمین اب کچھ تکلیف
بلکہ سب اُسکا دل اپنے ہاتھون مین لیئے رہینگے - تھوڑے سے
نفع ہمیشہ اچھا دیکھا گیا ہے - اور غصہ اور حرص اور حسد اور زبان درازی اور غیبت
وغیرہ مین ہمیشہ ضرر اور نقصان اور سب کی نظرون سے گر جانیکے سوا اور کچھ حاصل نہین
باقی امر ہین جو نصائح صاحب رسالہ نسوان نے تفصیلی طور پر لکھے ہین وہ درست ہین
مرد کو اپنی زوجہ کے ساتھ نیک سلوک اُس حد تک رکھنا چاہئے کہ وہ مرد کے
خلاف مرضی کسی کام کے کر بیٹھنے پر دلیر نہونے پائے - پہلے ہی اُس سے
اسطرح کا برتاؤ رکھنا چاہئے - کہ گو سختی نہو لیکن رعب داب اسطور کا اُسپر
چھا جائے کہ اُسکو بغیر اجازت کہین جانے یا کسی غیر خاندان سے ملنے کی
جرأت نہو - جھروکون سے کھڑکیون سے جھانکنا کوٹھے پر ایسی جگہہ جہان قناتی
دیوار پردہ کی کافی نہو دنکو جانا قطعًا روکا جائے - کیونکہ یون رفتہ رفتہ یہی
بُری عادتین بڑھتی ہین - اور آخر کو اُس حد سے متجاوز ہوجاتی ہین جو پردہ
اور عفت کے بچاؤ کے لئے مقرر کی گئی ہے - ہر سعید اور شریف مرد کو اپنی

والدہ کے ساتھہ تو نہایت ہی خدمت گزاری کا برتاؤ عموماً ہوتا ہی ہے لیکن
شادی ہونیکے بعد اُسکو اور بھی اطاعت اور فرمانبرداری اپنی والدہ اور بڑے
بھائیونکی اور چھوٹے بھائی اور بہن کے ساتھہ ہمیشہ سے زیادہ محبت ظاہر
کرنی چاہئیے۔ اور ہمیشہ قبل اسکی کہ بیوی صاحبہ سے کسی باہمی نزاکت کی جیسی ساس
بہو۔ نندون۔ بھاوجون۔ اور دیورانی۔ جیٹھانی مین معمولاً ہوا کرتی ہے
نوبت آئی۔ اپنی عورت پر اپنے برتاؤ سے یہہ ثابت کردینا چاہئیے کہ گویا ہم
یہہ سب اور ہم ان مین سے کسی سے بھی جدا نہین ہوسکتے۔ اس طریقہ کی
اثبات سے فائدہ یہہ نکلیگا کہ بیوی صاحبہ کو جرأت انسے مقابلہ اور تو تو مین
مین کی نہو گی۔ بلکہ ہروقت یہہ خیال رہیگا کہ انسے اگر کچھہ بھی بگاڑ ہوا تو میرا
شوہر مجھہ سے ناراض ہوجائیگا۔ اور یہہ دباؤ اکثر اُنکو بیجا اور بیجا ہر قسم کے تحمل پر
مجبور کریگا۔ اسکی ترکیب یہہ ہے کہ کبھی بھولے سے انمین سے کسیکی شکایت زوجہ
کے سامنے نکیجائے۔ بلکہ شفقت اور محبت کا اظہار اپنے ساتھہ اور اپنی اطاعت
کا انکے ساتھہ ہمیشہ موقع موقع سے کرتا رہے۔ اور بقول۔ گفتہ آید در حدیث
دیگران۔ اگر کسی دوسرے پر ڈھالکر بھی اس امر سے سخت
ناپسندیدگی ظاہر کیجائے کہ بعضے مرد کمبخت ایسے ہوتے ہین کہ شادی ہوتے ہی

ماں باپ بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر عقل کی رو سے دیکھا جائے تو ہر شے
جو چیز آسانی سے خواہ تھوڑی خرچ سے ملسکتی ہے اُسکے نسبت دشوار یاب چیز جو مشکل
اور بہت خرچ سے مل سکتی ہے زیادہ حفاظت سے اور عزیز رکھنے کے قابل ہے۔ علیٰ ہذا جس چیز
کا بدل ملنا کسیطرح جا ہے تمام دنیا کی خاک چھانی جائے۔ لاکھوں کروڑوں روپیہ کا
خرچ بھی گوارا کیا جائے ممکن نہو۔ وہ سب سے زیادہ عزت کے قابل ہے۔ مثلاً
جان یا آبرو وغیرہ۔ جو شخص اتنا سمجھ سکتا ہے وہ ضرور اس امر کو بھی تسلیم کریگا کہ ماں باپ
حقیقی بھائی بہن یہ بھی ایسی ہی چیزیں ہیں جنکا بدل نہیں مل سکتا۔ بڑی نادانی کی
بات ہے کہ جورو کے پیچھے مرد اُن سب کو چھوڑ دے۔ خصوصًا ماں کو جسکا ایک
حق نو مہینے پیٹ میں رکھنیکا۔ اور تکلیف اور درد زہ کا کسی خدمت وغیرہ کرنے سے
گو وہ کسی انتہا درجہ کی حد تک کیوں نہ کیجائے اولاد سے ادا ہی نہیں ہو سکتا۔
والدین کا درجہ یہ ہے کہ اُنکی رضا مندی سے خدا رضامند ہے۔ انہیں کے
قدم کے نیچے جنت ہے۔ اُنکی ناراضی سے خدا ناراض ہے۔ اور سوائے دوزخ
کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ اگر کسی وقت اسپر بھی وہ بیکبخت شکایت کرے اور وہ شکایت
عین درست اور حق بجانب ہو تو فہمائش کے طور پر صبر کی نصیحت کرے۔ کہ اگر وہ ہمکو
بھی ایسا ہی سخت کلمات سے سرفراز فرماتیں یا بقصور خوبیاں ہماری تمیں تو ایسے موقع پر

ہمکو سوا سر جھکا دینے کے کیا چارہ تھا۔ اور یہی سعادتمندی ہمکو دنیا مین سعید بناتی
اور عاقبت مین باعث نجات ہوتی۔

اور اگر اُس طرح غصہ بیوی صاحبہ کی شکایت ہو تو اپنی پیاری چھوٹی بہنوں کو سمجھاؤ کہ
مین تم سے بڑا ہوں۔ اگر ایک امر مین تجھپر غصہ کرون تو تمکو خواہ مخواہ بھی برداشت کرنا ہوگا
پس اسی سبب سے تم بھی صبر کرو۔ کیا تم چاہتی ہو کہ تمہاری بھائی اور بھاوج مین رنج ہو۔ اگرچہ اسوقت
تمہاری رنجش تمکو اسکے پسند پر آمادہ کریگی۔ لیکن یہہ تو سوچو کہ اسمین آیا تمہارے
بھائی کا گھر آباد ہوگا یا خراب۔ اسیر بھی مین اُنکو سمجھا دونگا۔ اور بڑونکی شکایت کا ایک
دو مرتبہ تو کچھ جواب ہی نہ دے کہ ادب اور حیا کے خلاف ہے۔ اور اندر اندر قصور دریافت کرتا رہے
اگر قصور منجانب زوجہ ہو تو اُنکو پہلے آہستگی سے روکے اگر پھر آیندہ ایسا ہو تو چشم نمائی کرے
اور اپنی سخت ناراضی ظاہر کرے۔ اگر قصور دوسری جانب ہو تو ٹال جا اور جب اصرار ہو تو بقدر
آہستگی سے جواب دے کہ جب آپ ہمارے حاکم ہین تو اُنکے بھی ہین سب جا بیجا اُنہین اُٹھانا
چاہئے۔ یہہ نا اتفاقی ہے جو مقابلہ کیا جاتا ہے مجھے جو حکم ہو تعمیل کرون جیسے آپکی پہلے مرضی
تھی مین اُسی پر راضی ہو گیا اب بھی مین اسی پر راضی ہون۔ یہہ ایسا جواب ہے کہ بدمزاج بھی ہو مگر کسی شریف
خاندان کی ساس بہو کو بالکل چھوڑنیکی رائے نہ دیگی۔ ناچار سکوت کریگی۔
غرض سوا اِن دونو سخت مرحلون کے کہ ایک متعلق عفت ہے اور دوسرا متعلق حفاظت

نفاق جو بالآخر باعث تباہی خاندان ہوتا ہی۔ اور کسی امر مین سخت تعرض نکرے۔ جو کچھ خرچ خانہ داری کا بطور معین یا غیر معین انکے سپرد کرے۔ اُسمین خورسی اور سختگیری یا حساب کا لینا کچھ ضرور نہین ہی۔ صرف اسراف وغیرہ کا نگران بالائی طور پر تو رہے۔ اور بحالت اسراف یا بد انتظامی خانہ داری تعلیم کے طور پر اصلاح کرے۔ اور سلیقہ خانہ داری سکھاوے۔ حسن سلوک عورات کے ساتھ ایک بہت عمدہ چیز ہی لیکن اُسکے حدود یہی ہین یا اِسکے قریب قریب اس سے زیادہ ہی اور اپنے آپکو اور عورت کو اور تمام گھر کو خراب کرتا ہی۔ راحت رسانی اور اچھا کھلانا اچھا پہنانا اور ہمیشہ کشادہ پیشانی سی عیش و عشرت کے ساتھ بسر کرنا اُسکی دلبستگی بشرطیکہ حدود متذکرہ بالا سے متجاوز نہو کسیطرح جایز نہین ہے۔ اسکا خوب خیال رکھے کہ کسیطرح خرچ وغیرہ کیطرف سے اُسکو تنگی نہو۔

آخر مین میری یہہ دعا ہے کہ خدا اپنے مسلمان بھائیون کو اور جملہ مسلمان بیویون کو ایسی توفیق دے کہ آپس مین حسن سلوک کے ساتھ نباہ کرتے رہین۔ اور طرق اور عقاید اسلامی پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیماً صحابہ اور اہلبیت رضوان اللہ علیہم و سلام اللہ علیہم تک اور پھر سلسلہ بسلسلہ ذریعہ علماء کرام ہم تک

پہونچے ہیں ہمکو استقامت اور حسن خاتمت نصیب فرمائے

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قُلُوْبِنَا بِذِکْرِکَ وَارْزُقْنَا

طَاعَتَکَ وَطَاعَتَ رَسُوْلِکَ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَمَلًا

بِکِتَابِکَ اٰمِیْن

اٰمین

تمام

صحت نامہ رسالہ انصاف

نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	۱	اَنۡ اِحۡشَۃٌ تُحُوۡلُفَاءٌ	اَنۡ اَنۡ لُفَاءٌ حَشَۃٌ تُحُوۡ تَشِیۡعَ	۱۶	۵	دُنیَاکُمۡ	دُنیَاکُمۡ
۳	۱۰	ٹھوک	ٹھونک	۱۹	۴	مقصود جو	مقصود تھا جو
۴	۵	سہل است	سہل	۱۹	۷	ضخم	ضخیم
۵	۵	بہ	یہہ	۲۰	۲	بھی	یہی
۶	۱۰	عفت	عفت کے	۲۰	۴	سمن	جنمین
۷	۳	خالدزاد یا	خالدزاد ہون یا	۲۰	۱۰	ون کتب	اُن کتب
۷	۱۰	جرت	جرأت	۲۲	۹	آرہاہی تو آپ	آرہاہی آپ
۷	۱۲	"	جرأت	۲۳	۱۵	احلوف	اختلاف
۹	۱۵	لڑکیون	لڑکیون کے	۲۴	۱۰	اجتماع	اجماع
۱۰	۳	اوینگی	آئینگی	۲۵	۴	تابعین کی گئی	تابعین سے کی گئی
۱۰	۵	مضامین انکے	مضامین اور انکے	۲۵	۱۲	بنانے سے صرف اسقدر	بنانے سے اسقدر
۱۰	۱۵	شیطانی ہے	شیطانی ہو سکتی ہے	۲۵	۱۴	چلتے کا	چلنے کا
۱۱	۱۴	اگرمہ	اگرچہ	۲۸	۱۳	جھپا	چھپا
۱۲	۳	لوح محفوظ ہے	لوح محفوظ مین ہے	۲۸	۱۳	اورطرہ	اُسیر طرہ
۱۲	۳	وسے رہی	دے رہی ہے	۲۹	۳	مرخرفات	مزخرفات
۱۲	۱۱	صامن	ضامن	۲۹	۱۰	عام وتمام فہم	وعام فہم
۱۳	۱۱	بعد تجبیر نازل کیا ہے	تجبیر نازل کیا گیا ہے	۳۰	۸	آیہ تردید	آیت تردید
۱۵	۷	معانی	معافی	۳۰	۱۵	بھی جائیگی	سمجھی جائیگی

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح	نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۳۱	۳	پھلے	بھلے	۵۳	۸	پھنکمن	کھنگن
۳۲	۸	ایکسوع	ایک نوع	۵۳	۱۲	ذجہ	زجہ
۳۳	۵	ضالحین	صالحین	۵۴	۱۵	ذہنگی	زھنگی
۳۵	۶	جُب سے	جب سے	۵۵	۳	بدنوعہ یہہ کہ	بدنوع جہ کہ یہہ
۳۶	۶	ماخود	ماخوذ	۵۵	۵	بنکے	انکی
״	۹	ات	امت	۵۵	۷	.	زجہ
۳۹	۲	امجھے	اسے	۵۷	۱۰	وَالبَضرِبْنَ بِخُمُرِ هِنَّ	وَلیَضرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ
۳۹	۱۰	بہی	بھی	۵۸	۱	بَنِیْ اَخْوَاتِهِنَّ	بَنِیْ اَخَوَاتِهِنَّ
۴۲	۱۲	لاہرہ	طاہرہ	۵۹	۴	انکا	اسکا
۴۳	۷	اور	اور دینی دنیوی	״	۱۴	سنلینی	سن لینی
۴۴	۳	.	شعر	۶۰	۸	آسانی	آسانی ہے
۴۴	۴	کتاب	کتابی	۶۲	۱۰	بھی	نہی
۴۵	۱۰	اُڑے	آڑے	۶۲	۱۱	نخلین نو نخلین	نو نخلین
۴۶	۴	متخنفہ	منخنقہ	۶۳	۳	چشم سر	چشم و سر
۴۸	۶	کریلگی	کرلیتگی	״	۶		وَالبُنُوْنُ
۵۱	۸	مضمون سمجہن	مضمون کو سمجہن	״	۷	طیبہ	طِیّبہ
۵۲	۲	بیای	بیاہی	۶۴	۱	دنیاکے	تو دنیا کے
۵۵	۱۴	جاننے بیکچہی	جاننے والے ہی	۶۶	۱	مقربہ	مقرر
۵۳	۱۴	اسکے	آسکے	۶۶	۱۰	جبرات	جرأت

نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح
۶۷	۱۳	فرمائی	فرمایا	۸۷	۵	یواخذ	یواخذ
۶۸	۱	گھٹھنوں	گھٹنوں	"	۶	ولاکن	ولاکن یؤ
۶۸	۳	رکھنی	رکھنے	"	۱۰	پہربھی	پہربھی
"	۴	مردکے لیےبنائی	مرد کے لئے بھی بنائی	۸۸	۷	بھی	ہی
"	۱۰	ہی	بھی	"	۱۵	پہرو	پہرو
"	۱۰	بگاڑ	بگاڑ سے	۸۹	۳		یرید اللہ بکم الیسر
۶۹	۶	زینتھن	زینتھن	۹۰	۱۳		بال
"	۱۲	گھٹنوں	گٹوں	۹۱	۴	فی الذین	فی الذین
۷۰	۴	ممنون	ممنوع	"	۱۱	آے	اسے
۷۱	۶	جس سے	حسن سے	۹۳	۱۱	بیوتہن	بیوتہن
"	۷	پیرذال	پیرزال	"	۱۳	صلوا	صلوٰۃ
"	۱۲	حسن کے	اندرونی حسن کے	۹۴	۴	مخدع	مخدع
۷۳	۱۰	یعنے ظاہر	یعنے نظاہر	۹۶	۱	بیوتہن	بیوتہن
۷۵	۴	زبانی	زنانی	۹۸	۱۳	کے	سکے سے
۷۹	۹	اور		۱۰۰	۱۲	یہی	نہی
۸۳	۸	اور	یعنے	۱۰۱	۳	بصالح	صالح
۸۵	۱۵		والمنخنقۃ	"	۸	اور	البتہ
۸۶	۳	علم فہم	علم و فہم	۱۰۲	۹	صورہ سرہ	صورۃ سیرۃ
"	۶		یعنے	۱۰۴	۵		اراذل

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح	نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱۰۵	۳	ہے	ہیں	۱۲۱	۱۴	آکثر	اکثر
〃	〃	لڑکے کی	لڑکی کی	۱۲۳	۱۳	ایسا	کسی
〃	۱۴	پھینکدے جاتے ہیں	پھینکدیے جاتے ہیں	۱۲۴	۸	دل سکنی	دل شکنی
۱۰۵	۶	عورت کے	عورت کا				
۱۰۶	۱۱	وغیرہ	نمرہ				
۱۰۸	۱۰	روجہ	زوجہ				
۱۰۹	۱۵	ہوسکتا	ہوسکتے				
۱۱۰	۱۴	فرماے	فرمائی				
۱۱۱	۱۰	من بہم	من مہم				
۱۱۲	۱	مبتلیغ	مبلغ				
۱۱۳	۲۰	لڑائیو	لڑائیوں				
۱۱۴	۴	کمیپت	کیفیت				
۱۱۵	۱۳	رہتے ہیں	رہتی ہیں				
۱۱۷	۵	زادی کہی جاتی ہیں	زادے کہے جاتے ہیں				
〃	۶	روجیں	زوجیں				
۱۲۰	۱	و	وہ				
۱۲۰	۱۳	یونان قصہ رفتہ ہی	یونان ہی قصہ قصہ رہی				
〃	۱۵	مرد کو	مرد کا				
۱۲۱	۲	بگاڑیو	بگاڑ ہو				